کے لیے صاف ستھرا تفریحی ادب
ماہنامہ
آنچل
کراچی
عید سعید

زندگی بہاروں کی عید ہے
شازیہ لطفی
digest library.com

Digest Novels Lovers Group

عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید

ادھورا ہے ہر اک سپنا ہمارا
کبھی جھولے، کبھی ساون نہیں ہے
یہ مر جاتی ہے اپنی موت خود ہی
محبت کا کوئی دشمن نہیں ہے

وہ گھر میں داخل ہوا تو کوئی چیز جلنے کی بو آ رہی تھی۔ گھبرا کے تیزی سے کوریڈور کا ڈور کھول کے اندر کی طرف داخل ہوا' کچن میں اسے بابا کچھ کرتے ہوئے نظر آئے۔

''کیا جلا دیا بابا آپ نے؟'' وہ ہال روم کا پنکھا آن کرنے سوئچ بورڈ تک آیا پورے گھر میں دھواں ہی دھواں ہو رہا تھا۔

''کیا کر رہے ہیں بابا ہٹیے آپ۔'' اس نے زبردستی سلطان احمد کو ہٹایا جو پتہ نہیں کیا پکانے میں اتنے محو تھے۔

''یار بھوک لگ رہی تھی پراٹھا بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔'' وہ واقعی بھوک سے بے حال لگ رہے تھے۔

''یہ پراٹھا آپ سے نہیں بنے گا' میں نے پراٹھے لا کے تو رکھے تھے وہ کیوں نہیں فرائی کر کے کھایا۔''

''صبح ہی ختم ہوئے ہیں فراز نے کہا اتنے چھوٹے چھوٹے پراٹھے میرے چار نوالے بھی نہیں ہوتے۔''

''یہ فراز بھی بس میں پورے آٹھ پیکٹ لایا تھا۔''

''وہ تمہاری لاڈلی دو پیکٹ بنا کے اسکول لے گئی ہے کہہ رہی تھی اس کی فرینڈز نے آج پارٹی رکھی ہے سب کچھ نا کچھ گھر سے لا رہے ہیں اس لیے وہ پراٹھے لے گئی۔'' بابا نے تفصیل سے دونوں کے بارے میں بتایا وہاج ان کے لیے بریڈ سیک رہا تھا۔

''لیجیے آپ کا کھانا ریڈی ہے۔'' ٹرے میں بریڈ اور دو انڈے فرائی کر کے ان کے آگے رکھے۔

''بابا اب آپ سیریس ہو کے سوچ لیں پورا دن اکیلے پڑے رہتے ہیں اور اس میں برائی بھی نہیں ہے کم از کم گھر میں کوئی عورت تو آئے گی۔'' وہ خاصے سنجیدہ لہجے میں بولا اور ایسے بولا جیسے ان کا بزرگ ہو۔ سلطان احمد نے خاصے تیکھے تیوروں سے اسے گھورا کیونکہ وہاج کا روز کا سبق یہی ہوتا تھا۔

''جوان اولادوں کے آگے میں شادی کرتا اچھا لگوں گا۔''

''بابا آپ ابھی بھی ڈیشنگ اور ہینڈسم ہیں' میرے بڑے بھائی لگتے ہیں۔''

''زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔'' وہ جھینپ کے ذرا غصہ بھی ہوئے' اس وقت انہیں بھوک زیادہ لگ رہی تھی اور وہ اس روز روز کے موضوع سے بے زار ہو گئے تھے۔

''میں نے تم لوگوں کو سر چڑھا رکھا ہے اسی لیے تم آج باپ کو یہ مشورے دے رہے ہو' شادی مجھے تمہاری کرنی ہے کان کھول کے سن لو۔'' انہوں نے قطعی اور حتمی فیصلہ دیا۔ وہ انہیں دیکھنے لگا' سلطان احمد نے صرف اپنے بچوں کی وجہ سے دوسری شادی کا نہیں سوچا تھا روحہ صرف چند ماہ کی تھی اور سائرہ بیگم صرف بخار میں مبتلا ہو کے چھوڑ کے چلی گئی تھیں۔ ننھی روحہ کو انہوں نے کیسے پالا وہی جانتے تھے۔ وہاج اس وقت چودہ سال کا اور فراز سات کا تھا وہاج نے بھی اپنے دونوں چھوٹے بہن بھائی کو بہت اچھی طرح رکھ کے بابا کا ساتھ ہی دیا تھا۔

''یہ ناممکن ہے۔'' وہ اٹھنے لگا۔

''وہاج تمہاری عمر ہو گئی ہے شادی کی اور میں سمجھتا ہوں کہ بہو گھر آئے گی تو گھر کو وہی سنبھالے گی۔''

''ضروری ہے وہ گھر ہی سنبھالے کیا پتہ گھر ہی الگ بنا لے۔'' وہ ترکی بہ ترکی بولا۔

''تم خود کو مضبوط بنا کے رکھو گے اور محبت اور پیار سے تو کیوں الگ گھر بنائے گی وہ۔''

''میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا پتہ اسے آتے ہی سسر اور دیور نند کھٹکنے لگے کیونکہ اکثر لڑکیاں الگ گھر کی فرمائش کرتی ہیں شادی کے بعد۔''

''بلاوجہ کوئی لڑکی الگ گھر کی فرمائش نہیں کرتی۔''

سلطان احمد اس کی الٹی سیدھی باتوں سے اکثر پریشان اور فکر مند ہوجاتے تھے۔ وہ شادی کا مفہوم ہی غلط سمجھتا تھا جبکہ وہ سمجھتے تھے روحہ بڑی ہورہی ہے تو گھر میں ایک عورت کا ہونا ضروری تھا۔

"بابا آپ کو نہیں پتہ یہ لڑکیاں کبھی میچور ہوتی ہی نہیں۔ بے وقوف عقل کا خانہ خالی...... اگر ہر لڑکی سمجھ داری سے چلے تو ملک میں سدھار آجائے۔"

"فضول کی بات نہیں کرو تمہیں اپنے گھر کی سدھار کی ضرورت ہے ملک کے سدھار کی فکر چھوڑو۔" انہوں نے درشت لہجے میں اسے سرزنش کی۔ وہاج مسکرانے لگا وہ اکثر ایسے ہی بات کو گھماتا تھا۔

"مگر یہ طے ہے میں شادی بالکل نہیں کروں گا۔" وہ بھی پُرزور لہجے میں جتا کے چلا گیا۔

"بے وقوف لڑکے تمہیں بھی بیوی کی ضرورت ہے یہ جو ہر وقت غصہ سوار رہتا ہے بے ترتیبی کی وجہ سے وہ سب ختم ہوجائے گا۔" وہ بھی نوجوانوں کے تقاضوں کو خوب سمجھتے تھے۔

"غصہ تو مجھے آپ کی ضد پر سوار رہتا ہے آپ ہی شادی کرلیں۔" اس نے ہانک لگائی۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ میں تمہارا بائیکاٹ کردوں گا۔" بابا کی آخری دھمکی بس یہی ہوتی تھی وہ کرتے بھی ایسا ہی تھے ایک دو دن تک وہاج سے بات کرنا بند کردیتے تھے۔

"اچھا سنیں مجھے بتادیں رات کے لیے کیا لاؤں۔"

"روحہ اور فراز آجائیں کوچنگ سے پھر ان سے پوچھ کے لانا۔" سلطان احمد ڈائننگ ٹیبل سے ٹرے اٹھا کے کچن میں لے گئے وہ خاصے کمزور اور بیمار بھی رہنے لگے تھے۔ بلڈ پریشر بات بات پر بڑھ جاتا تھا۔ شوگر الگ ہوگئی تھی۔ میٹھے کے شوقین تھے اور اب چھپ کے کھاتے تھے۔

digestlibrary.com

"واہ بھابی کیا زبردست سین تھا بس ہیرو ہیروئن سے محبت کا اظہار نہیں کرتا تھا۔"

"تم آہستہ بولا کرو امی نے سن لیا تو پھر سے زبردست ڈانٹ پڑے گی۔" شبنم بھابی نے اسے سمجھایا۔

"آہستہ ہی تو بول رہی ہوں۔" طائشہ نے ڈائجسٹ جلدی سے ریک میں چھپایا امی کی ڈانٹ پڑسکتی تھی کیونکہ وہ یہیں لاؤنج کی طرف آگئی تھیں۔

"تم ایسے ہی بیٹھی ہو منیب کے کپڑے استری کرنے کو کہے تھے ادھر آکے بیٹھ گئی۔" انہیں وہ ٹی وی دیکھتی نظر آئی تو وہ سرزنش کیے بنا پھر بھی نہیں رہ رہی تھیں۔ طائشہ کا منہ بن گیا۔

"امی مارننگ شو ہی تو دیکھ رہی ہوں۔" شبنم بھابی مسکرا رہی تھیں وہ صبور کے لیے فرائیڈ رائس بنانے کی تیاری کررہی تھیں وہ صبح اسکول جاتے ہوئے لنچ میں بنانے کی فرمائش کرکے گیا تھا۔

"تمہارے مارننگ شو کو آگ لگے اٹھو جلدی استری کرو اور ہاں اس کی الماری کے کپڑے بھی تہہ کرکے رکھ دینا سارے بکھرے پڑے ہیں۔"

"امی میں اکلوتی ہوں ذرا بھی آپ میرا خیال نہیں کرتی مجھے تو ایسا لگتا ہے میں لے پالک ہوں۔" وہ منمناتی ہوئی چڑ کے گویا ہوئی۔

"زیادہ فضول بکنے کی ضرورت نہیں، تمہارا کیا مطلب ہے اکلوتی ہو تو سر پر بٹھالوں۔"

"امی میں اب ایسا بھی نہیں کہہ رہی۔" امی نے ٹی وی آف کردیا تو وہ اور کھسیا گئی۔

"تمہارے باپ اور بھائی نے تمہیں ناکارہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، سسرال جاکے بس یہ رسالے ٹی وی اور ڈرامے ہی تو دیکھو گی۔"

"کیا مطلب ہے سسرال جاکے لڑکی کو یہ سب دیکھنا منع ہوتا ہے۔" وہ تڑ کی بہ تڑ کی بولی۔

"فضول کی باتیں کروالو اس سے تو بس۔"

"جاؤ طائشہ امی تم سے جو کہہ رہی ہیں وہ کرو کیوں انہیں غصہ دلاتی ہو۔" شبنم بھابی نے اسے پیار سے سمجھا کے اٹھنے کو کہا۔

"وہ تو شکر کرو تمہیں بھاوج بھی اچھی ملی ہے ورنہ تم جو اتنی پٹر پٹر بولتی ہو سب بند ہوجاتی جب سارا کام خود کرنا پڑتا۔" رفعت کو بہو اچھی ملی تھی وہ شکر ادا کرتی تھیں جس نے گھر کی ذمہ داریوں میں ان کا ہاتھ بٹایا ہوا تھا۔ شبنم بھابی مسکرانے لگیں۔

طائشہ کھسیا کے اٹھ گئی اس کا ذہن ابھی بھی ڈائجسٹ کی ہیروئن میں ہی الجھا ہوا تھا ہیرو نے ابھی تک محبت کا اظہار جو نہیں کیا تھا۔

"کیا سارے مرد ایسے ہی ہوتے ہیں، شادی کے بعد بیوی

محبت کا اظہار بھی نہیں کرتے‘ ارے تھوڑا رومینس بھی تو ہوتا ہے۔" وہ منیب کے کپڑے پریس کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ خود سے بھی ہمکلام تھی۔

"سارہ کا منگیتر تو اس سے محبت و پیار کا اظہار کرتا رہتا ہے ابھی صرف منگنی ہوئی ہے۔" طائشہ کو اپنی خالہ زاد کزن یاد آ گئی جس کی ابھی گزشتہ دنوں ہی منگنی ہوئی تھی اس سے دوستی بھی بہت تھی دونوں باتیں بھی خوب کرتی تھیں۔

"پتہ نہیں میرے نصیب میں کیا ہوگا کہیں کھڑوس ہی نہیں مل جائے چچی جان کے بھتیجے جیسا جو مسکراتا بھی نہیں۔"

"ہشت یہ میں اسے کیوں سوچنے لگی۔" جلدی سے خود کو سرزنش کی اور الماری کے کپڑے تہہ کرنے لگی ورنہ امی کی پھر ڈانٹ سننے کو مل سکتی تھی۔ الماری کی سیٹنگ کر کے وہ بقیہ مارننگ شو دیکھنے بیٹھ گئی۔

"دوپہر میں تو فرائیڈ رائس بنا رہی ہوں تم ایسا کرنا سلاد بنا لینا۔"

"او کے بھابی۔" وہ صوفے پر دونوں گھٹنے سمیٹ کے بیٹھی ہوئی تھی۔

"پھر یہ دیکھنے بیٹھ گئی۔"

"امی کام کر کے بیٹھی ہے دیکھنے دیں۔" بھابی نے اس کی حمایت میں کہا۔

"تم اسے بھی تو دیکھو کام سے کتنا بچتی ہے۔"

"کام سے بچتی نہیں ہے بلکہ جلدی کرتی ہے بس اسے تھوڑی تفریح بھی چاہیے‘ آپ جانتی تو ہیں اس عمر میں لڑکیاں کیا کیا شوق رکھتی ہیں۔"

"اسے صرف رسالوں اور ٹی وی کے شوق ہیں‘ کھانے پکانے سے کیا دلچسپی ہے وہ تو تم اسے بچا لیتی ہو مگر اس کا بھی تو سوچو سسرال میں ہر طرح کا کام کرنا پڑتا ہے‘ خود کو دیکھو تم سارے کام کرتی ہو کیونکہ تمہیں تمہاری ماں نے سب سکھایا ہے میں بھی چاہتی ہوں یہ سارے کاموں کی عادت ڈالے۔" رفعت اس لیے بھی اس کے پیچھے پڑی رہتی تھیں۔ ان کی دیورانی آمنہ نے ہلکا سا ذکر کیا تھا اپنے بھتیجے کے رشتے کا ہو سکتا ہے ان کا ارادہ ہو اور وہ ان کے گھر کا نظام جانتی تھیں‘ ماں سر پر نہیں تھی باپ نے ہی بچوں کو پالا تھا آمنہ تو ہر ہفتے جا کے بھائی کی خبر لے آتی تھیں۔

"امی جب سر پر پڑے گی کر لے گی مجھے اس کا اندازہ ہے۔" بھابی کو جیسے قوی امید تھی وہ سارے کام خوش اسلوبی سے کرے گی وہ اپنی ساس کو ہر وقت تسلی اور اطمینان دلاتی رہتی تھیں۔

طائشہ کو بھابی کی ہی تو سپورٹ حاصل تھی اس لیے بھی وہ پھیل جاتی تھی۔

digestlibrary.com

آمنہ پھوپو صبح سے آئی ہوئی تھیں۔ ہفتے کو بچوں کی اسکول کی چھٹی ہوتی تھی اس لیے وہ اکثر ہفتے کو صبح سے ہی آ جاتی تھیں اور رات کو گھر جاتی تھیں اس بہانے سب کو ڈھنگ کا کھانا مل جاتا اور کچھ وہ پکا کے فریز بھی کر جاتی تھیں۔

"سمجھا لو اسے میرے سر پر سہرا سجانا چاہتا ہے اس عمر میں۔" سلطان احمد نے ان سے گویا شکایت ہی کی۔ وہاج پہلو بدل کے بیٹھ گیا اسے اتنے شور سے کوفت ہوتی تھی‘ اسفر‘ سمیر اور نمرہ کے ساتھ ساتھ فراز اور روحہ کا بھی شور تھا۔

"لگتا ہے بھائی جان آپ کو ہی کرنی پڑے گی شادی۔"

آمنہ کا دماغ تو بہت کچھ سوچ رہا تھا کیونکہ وہاج کسی طرح بھی قابو میں نہیں آ رہا تھا۔

"شکر ہے پھوپو آپ کو بھی میری بات سمجھ آئی۔"

"شرم تو آتی نہیں باپ کی شادی کی بات کرتے ہوئے مجھے اگر شادی کرنی ہوتی تو روحہ جب چھوٹی تھی اسی وقت کر لیتا مگر میں نے صرف تم لوگوں کا سوچا میرے بچوں پر دوسری ماں کا سایہ نہ پڑے کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں تھا۔ میرے بچے مجھ سے دور ہو جائیں۔ آج بڑا بیٹا اس قابل ہو گیا ہے اس کے سر پر سہرا سجے مگر وہ باپ کے پیچھے پڑا ہے۔" سلطان احمد خاصے سنجیدہ اور برہم ہو رہے تھے۔ آمنہ نے ان کے چہرے کے تاثرات دیکھے وہ بہت دلگرفتہ بھی نظر آ رہے تھے۔ ہر وقت بچوں کی فکر رہتی تھی۔

"شادی کی آپ کو ضرورت ہے مجھے نہیں۔" وہاج نے گویا انہیں جتایا۔

"اس گھر کو بہو کی ضرورت ہے اور یہ ٹھیک بات بھی ہے مجھے تم لوگوں کے فرض ادا کرنے ہیں۔"

"ضروری ہے میرا فرض ادا کریں اور یہ کہاں لکھا ہے کہ جو آپ کی عمر ہے اس عمر میں لوگ شادی نہیں کرتے‘ اگر میں آپ کی تنہائی کا خیال کر کے ضد کر رہا ہوں تو کیا غلط ہے؟"

"تم میرے باپ نہیں ہو‘ میں تمہارا باپ ہوں۔" انہوں

نے اسے ڈانٹا۔ وہاج لب بھینچ کے رہ گیا۔ بابا کا چہرہ درشت ہو رہا تھا۔

"ارے آپ لوگ تو لڑنے لگے۔" آمنہ درمیان میں بول اٹھیں کیونکہ دونوں باپ بیٹے میں سیریس معاملہ ہونے لگا تھا۔

"آپ لوگ میری بات تو سنیے۔"

"پھوپو میں تو جا رہا ہوں سونے کیونکہ آج صبح ہی اٹھ گیا تھا آفس سے چھٹی میں نے آرام کے لیے کی ہے دو دن آرام ہی کرلوں۔"

"بیٹھ جاؤ آرام سے اور میری بات دھیان سے سنو۔" انہوں نے وہاج کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی صوفے پر بٹھادیا۔

"جوان ہو گئے ہو کوئی بچے نہیں ہو اور شادی تمہاری ہی ہوگی۔"

"ایسا میں کروں گا نہیں۔" اس نے بھی ضدی لہجے میں اپنا حتمی فیصلہ دیا۔

"میں نے سوچ سمجھ کے تمہارے لیے جس لڑکی کا انتخاب کیا ہے وہی اس گھر کے لیے ٹھیک رہے گی۔"

"تم اسے کچھ بھی کہہ لو تم اس کی ضد جانتی ہو۔" سلطان احمد اپنے بیٹے کی ضدی طبیعت سے تفکر زدہ رہنے لگے تھے۔

"مگر میری بھی ضد ہے اور اسے ماننی ہوگی۔"

"پھوپو پلیز۔" اس نے چڑ کے ان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"بھائی جان میں نے معیز بھائی کی بیٹی طائشہ......"

"وہاٹ وہ لڑکی کبھی نہیں۔" وہ تو بیٹھے سے اچھل گیا کیونکہ طائشہ کو وہ جانتا تھا۔ ٹی وی رسالے صرف اس کا خبط تھا دوسری بات اسے کوئی کام نہیں آتا تھا وہ جب بھی پھوپو سے ملنے گیا تھا اس لڑکی کے گن پتہ چلتے رہتے تھے۔ آمنہ جوائنٹ فیملی میں رہتی تھیں۔

"سیدھی سادھی لڑکی ہے اور لڑکیوں کی طرح اس میں چالاکی اور مکاری نہیں ہے۔"

"پھوپو آپ کو یہ سب کیسے پتہ۔" وہ طنزیہ بولا۔

"میں طائشہ کو اچھی طرح جانتی ہوں اچھی بچی ہے اسی لیے تمہارے لیے بھی مناسب رہے گی۔"

"ایسا تو آپ سمجھ رہی ہیں اور آپ جانتی ہی ہیں اس لڑکی میں سوائے بچپنے کے کچھ نہیں' کچھ میچور لڑکی کا کام ہے اس گھر میں۔" وہاج اڑیل گھوڑا بنا ہوا تھا اس نے جیسے مصمم ارادہ باندھا

آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل

ماہنامہ
حجاب
کراچی

شائع ہوگیا ہے

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں موجود جو آپ کی آسودگی کا باعث بنے گا اور وہ صرف "حجاب" آج ہی ہاکر سے کہہ کر اپنی کاپی بک کرالیں۔

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں
اور اقتباسات پر مبنی مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

Infoohijab@gmail.com
info@aanchal.com.pk

کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں

021-35620771/2
0300-8264242

digest library.com

ہوا تھا شادی نہ کرنے کا۔
''شادی کے بعد ساری لڑکیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں اور پھر جب گود میں بچہ آتا ہے سارا بچپنا ختم ہو جاتا ہے۔'' آمنہ اسے خاصے مدبرانہ لہجے میں سمجھا رہی تھیں وہاج نے جھینپ کے پہلو بدلا۔ جبکہ سلطان احمد کے لب مسکرانے لگے تھے کیونکہ آمنہ جو پلاننگ کر کے آئی تھیں اس سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔
''مگر مجھے اس لڑکی سے کیا کسی سے بھی شادی نہیں کرنی' آپ بابا کی کروادیں۔''
''اس لڑکی سے۔'' سلطان احمد نے جھٹ کہا۔
''نہیں کسی دوسری لڑکی سے۔''
''بھائی جان میں نے تو اپنی جٹھانی سے طائشہ کے لیے بات کر لی ہے۔''
''پھوپو آپ نے ایسے کیسے کر لی پہلے مجھ سے تو بات کرتیں اور پھر میری زندگی کا فیصلہ آپ ایسے کیسے کر سکتی ہیں۔''
''میں تمہاری پھوپو ہوں اور پھوپو بھی ماں کی طرح ہوتی ہے تمہاری زندگی کا فیصلہ کر سکتی ہوں اور یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے۔'' انہوں نے دوٹوک لہجے میں اسے جتایا۔ وہاج تیزی سے وہاں سے اٹھ گیا۔

digestlibrary.com

سلطان احمد سے وہ کہہ گئی تھیں وہاج کے لیے وہ بات کر چکی ہیں اور وہ وہاج کی شادی طائشہ سے ہی کروا کے رہیں گی۔
''تم آج سامان کی لسٹ بنالینا کیا کیا چاہیے؟'' اس نے روحہ سے کہا جو کمپیوٹر کے آگے بیٹھی گیم کھیل رہی تھی۔
''یار بھائی یہ مجھ سے لسٹ نہیں بنوایا کریں مجھے بہت الجھن ہوتی ہے پھر بعد میں فراز بھائی کہتے ہیں تم نے یہ نہیں لکھا وہ نہیں لکھا۔'' وہ کھسیاکے بےزاری سے بولی۔
''آپ شادی کرلیں گے تو کم از کم ہم لوگوں کے لیے آسانی تو ہوگی۔''
''اے یہ اماں بن کے باتیں کب سے کرنے لگی ہو۔'' وہاج نے اس کے سر پر چپت لگائی۔
''پھوپو کہہ کے گئی ہیں آپ کی شادی کا وہ بھی طائشہ باجی سے سچ بھائی' میری اور ان کی خوب جمے گی زندہ دل سی ہر چیز کا شوق رکھنے والی۔''

''تم دو بچے اس گھر میں کم ہو جو دوسری کے آنے پر اتنی خوش ہو رہی ہو۔'' ناگواری سے گویا ہوا وہ طائشہ کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کرنا چاہتا تھا مگر آمنہ پھوپو کے سخت آرڈر پر وہ چپ تھا مگر اپنی ضد پر قائم بھی۔
''آپ کو ایسا لگتا ہے وہ بچی ہیں ورنہ وہ بہت اچھی ہیں۔''
''مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں' اچھی ہے یا بری مجھے وہ سرے سے پسند ہی نہیں' تم جلدی سے لسٹ بناؤ اور مجھے دے کے جاؤ میں اندر اپنے روم میں ہوں۔'' وہ اسے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے چلا گیا۔ وہاج کا طائشہ کے نام پر موڈ ہی خراب ہو گیا تھا وہ شادی کے جھمیلوں میں پڑنا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس گھر میں ایک میچور لڑکی کا کام تھا جو آتے ہی سب کچھ سنبھال لے اور ایسا ممکن نہیں لگ رہا تھا سلطان احمد نے سختی سے منع کر دیا تھا ان سے شادی کا نام بھی نہیں لیا جائے۔
''یہ لیجیے لسٹ اور ہاں مایونیز کی دو بوتل لایئے گا۔'' روحہ نے لسٹ اس کے ہاتھ میں تھمائی۔
''لاسٹ ٹائم بھی دو ہی لایا تھا تم نے ہی اسکول میں لے جا کے ختم کی تھی۔'' وہاج نے اس کے کان کھینچے۔
''وہ تو میں سینڈوچ لے کے گئی تھی۔'' وہ منمنائی۔
''تمہاری روز روز کی اسکول کی پارٹیوں سے میں تو تنگ ہوں تم پڑھتی بھی ہو یا پارٹیاں کرتی رہتی ہو۔''
''اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے لنچ تو میں لے کے جاتی ہوں تھوڑا ایکسٹرا لے جاتی ہوں تو پارٹی ہو جاتی ہے۔'' وہ وضاحت دینے لگی۔
''اچھا چلو چھوڑو تم ایسا کرنا میں نہاری لاؤں گا برتن وغیرہ سیٹ کر کے ڈائننگ ٹیبل پر لگا لینا۔'' وہ بلیک پینٹ پر بلیو شرٹ میں نکھرا نکھرا اسے ہدایت دیتا ہوا نکل گیا تھا۔ اسے جیسے ہی تنخواہ ملتی تھی قریبی سپر اسٹور سے مہینے کا سودا سلف لے آتا تھا تاکہ گھر میں پریشانی نہیں ہو۔
''راستے میں آمنہ پھوپو کی کال آ گئی تو اسے واپسی میں ان کی طرف بھی جانا پڑ گیا۔ وہاج جھجکتا ہوا اندر آیا تھا کیونکہ کوریڈور اور ہال کمرے میں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
''کہاں ہیں سب؟'' اس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔
''ارے چچی جان نے ابو امی سے بات کی ہے اور اسی اکھڑ سے۔'' اسے عقب سے طائشہ کی آواز آئی مگر دکھائی نہیں دی' کہاں ہے شاید وہ اندر ڈرائنگ روم میں کسی سے سیل پر بات

کررہی تھی۔

"تمہیں نہیں پتہ وہ شخص ہر وقت غصے میں ہی رہتا ہے کسی کی سنتا تو بالکل نہیں پتہ نہیں رومینس بھی آتا ہے یا نہیں۔"

"لاحول ولاقوۃ۔" وہاج کو اس کی ایسی بات سن کے غصہ ہی آ گیا اس لڑکی کا یہی لاابالی پن اور بچپنا تو اسے پسند نہیں تھا پتہ نہیں پھوپو نے اس میں کیا دیکھ لیا تھا۔

"ارے رکو مجھے لگتا ہے باہر کوئی ہے۔" وہ جیسے ہی سیل کان سے لگائے باہر آئی وہاج کو دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"اف مارے گئے۔" وہاج کی آنکھوں میں غصہ نمایاں تھا طائشہ سرپٹ اندر بھاگ لی کچھ ہی دیر میں آمنہ پھوپو اور بھابی آ گئی تھیں۔

"آپ نے شاید کسی کام سے بلوایا تھا۔"

"ہاں میں نے قورمہ پکایا تھا لے جاؤ۔"

"پھوپو اس کی کیا ضرورت تھی میں نہاری لے کے جارہا ہوں۔" وہاج کو اچھا نہیں لگتا تھا آمنہ بھری پری سسرال میں رہتی تھیں یوں ہر وقت کھانے پکا کے دینا کہیں کوئی اعتراض نہیں کرے۔

"گوشت تو میں تمہارے گھر سے ہی لائی تھی۔ بھائی جان نے کہا تھا قورمے کا دل کررہا ہے پکا کے بھیج دینا۔" آمنہ نے باکس پیک کرکے اسے تھمایا۔

"وہاج ٹھنڈا چلے گا۔" بھابی نے پوچھا۔

"ارے پوچھتی کیا ہو لے کے آؤ۔" طائشہ کی امی بھی آ گئی تھیں وہاج کو پھر مروت میں بیٹھنا پڑا مگر اس کے کانوں میں طائشہ کی باتیں گونج رہی تھیں۔

digestlibrary.com

جب سے اسے علم ہوا تھا وہاج کا پرپوزل اس کے لیے آیا ہے اس کا کسی کام میں دل ہی نہیں لگ رہا تھا کیونکہ ابو امی نے کہا تھا وہ انہیں مثبت جواب ہی دیں گے۔

"بھابی...... میرے لیے یہی شخص رہ گیا ہے ذرا بھی نہیں ہنستا اور غصہ تو ناک پر رہتا ہے۔" طائشہ لب کاٹ رہی تھی۔

"تم جاکے اسے ہنسانے والی باتیں کرنا اور غصے والی باتیں نہیں کرنا۔" بھابی معنی خیزی سے مسکراتی گویا ہوئیں۔

"آپ کو مزا آرہا ہے۔" وہ منہ بسورنے لگی۔

"ارے مجھے تو خوشی ہورہی ہے تم اچھے گھر میں بیاہ کے جارہی ہو۔" انہوں نے اس کے رخسار پر ہلکی سی تھپکی دی۔

"مگر آپ جانتی ہیں مجھے وہ شخص اچھا نہیں لگتا۔"

"شادی ہوجانے دو پھر وہ اچھا بھی لگنے لگے گا۔" وہ پھر اسے معنی خیزی سے چھیڑنے لگی تھیں طائشہ انہیں گھورنے لگی۔

"دنیا میں میرے لیے صرف یہ ایک ہی رشتہ رہ گیا ہے ارے بھابی امی اور ابو کو کہیے کچھ دن انتظار تو کریں ہوسکتا ہے اور اچھا رشتہ آجائے۔" طائشہ کو پریشانی وہاج کے سنجیدہ مزاج کی تھی جو بات بھی ناپ تول کے کرتا اور کل کی اس نے ساری باتیں بھی تو سن لی ہوں گی کیسے وہ سیل لے کے بھاگی تھی بھابی کو اصل بات سے تو آگاہ ہی نہیں کیا تھا۔

"تم دیکھو وہاج پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا لڑکا ہے گھر میں اور کوئی بھی نہیں ہے سب تمہارے کہنے پر چلیں گے۔"

"ایسا آمنہ چچی کہہ رہی ہوں گی۔" اس نے جھٹ کہا۔

"ہاں وہی کہہ رہی تھیں۔" شبنم بھابی نے سر ہلایا۔

"بھابی ایسا آمنہ چچی کو لگتا ہے حقیقت میں ایسا بالکل نہیں ہوگا۔" طائشہ کے اندر تو ڈر پنجے گاڑے بیٹھا تھا۔

"آپ لوگوں کو پتہ نہیں کیا سوجھی ہے میری شادی کی پہلے سارہ کی تو انجوائے کرلیتی شادی' سارہ مزا خراب کردیا۔" اسے سارہ کی شادی کا بھی افسوس تھا کیونکہ اس کی شادی عید کے بعد تھی اس نے کیا کیا نہیں سوچا تھا کیسے کیسے ڈریس بنائے گی۔

"ارے اپنی شادی کے بعد تو زیادہ کھل کے انجوائے کروگی۔ ساڑھی شرارے لہنگے پہننا۔" بھابی نے ہنس کے کہا۔

"رہنے دیں آپ تو مجھے چڑانے جارہی ہیں۔" وہ ناخن کترنے لگی جہاں کوئی فکر مندی کی بات ہوتی وہ ناخن چبانے لگتی۔

"اب ناخن تو نہیں چباؤ۔" انہوں نے طائشہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ وہ کھسیا کے رہ گئی۔ شبنم بھابی اس پر پیار بھری نگاہ ڈال کے چلی گئیں اور وہ اسے کچھ وقت سوچنے کا بھی دینا چاہ رہی تھیں تاکہ وہ ذہنی طور پر تیار ہوجائے۔

"ہائے مجھ پر اتنی ذمہ داریاں پڑ جائیں گی کیسے میں مینج کروں گی۔" اسے تو سوچ سوچ کے ہول اٹھ رہے تھے۔ ماسی نام کی ان کے گھر میں کوئی ذی روح نہیں تھی مگر آمنہ نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ ماسی کا بندوبست کردیں گی۔

"کیسے سب کروں گی کتنی آرام چین کی میری زندگی ہے۔" وہ سر تکیے پر رکھ کے لیٹ گئی' کہتے ہیں کہ جب کوئی پریشانی آتی

ہے تو بتا کے نہیں آتی اور اسے اپنی شادی وہ بھی وہاج کے ساتھ ایک پریشانی ہی لگ رہی تھی۔ وہ جو ذمے داریوں سے بھاگتی تھی اب اچانک سب کچھ پڑنے والا تھا یہی سوچ سوچ کے گھبراہٹ طاری تھی۔

''وہاج احمد تمہیں بھی میں ہی ملی تھی۔''

''آمنہ چچی خود زبردستی تم سے کروا رہی ہیں ہائے آمنہ چچی مجھ سے کس بات کا بدلہ لے رہی ہیں۔'' وہ خود ہی ہمکلام تھی۔

''ہائے میرے یہ رسالے ٹی وی تو لگتا ہے سب ختم ہوجائیں گے۔ سارہ کی بچی تو نے ہی نظر لگائی ہے مجھے میں کیسے آزاد پھر رہی ہوں اور مجھے تجھے دیکھ دیکھ کے جیلسی ہوتی کیسے تیرا منگیتر تجھ سے پیار اور رومینس کی باتیں کرتا ہے۔'' وہ چہرے کے تاثرات بدل بدل کے ساری باتیں سوچے جارہی تھی۔

''مجھے تو امید ہے آمنہ چچی میری اپنے بدماغ بھتیجے سے شادی کروا کے رہیں گی۔'' اس کا چہرہ رونے جیسے ہو رہا تھا۔

آج تو رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا گھر میں اس کی شادی کی جو باتیں ہو رہی تھیں پتہ ہے رمضان بھی زیادہ دور نہیں ہیں میری تو عید بھی خراب کروادی۔ اس نے آنکھیں بند کرلی تھیں سوچ سوچ کے سر دکھنے لگا تھا وہ وہاج کے بارے میں اچھا سوچنا چاہتی تھی مگر وہاج کے کل کے چہرے کے تاثرات اسے اور ڈرا رہے تھے کیونکہ وہ سارہ سے اس کے متعلق ہی تو باتیں کر رہی تھی پتہ نہیں بعد میں کیسا ری ایکٹ کرے گا یہ شخص کہیں جان سے ہی نہ مار دے۔

digestlibrary.com

''بابا سن لیں میں کسی طرح بھی اس لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔'' وہاج کا تو غصے کے مارے برا حال تھا کیونکہ طائشہ کسی سے اس کے متعلق جو باتیں کر رہی تھی اسے سوچ کے تو اسے حیرانگی کے ساتھ غصہ بھی آیا تھا اس نے اندازہ لگالیا تھا طائشہ خواب وخیالوں اور رسالوں کی دنیا میں رہنے والی لڑکی ہے وہ حقیقت کو نہیں جانتی تھی۔

''ٹھیک ہے اپنے باپ کو بے عزت کروادو بہن کی سسرال میں۔'' سلطان احمد سنجیدہ وافسردہ لہجے میں گویا ہوئے۔ وہ وہاج کی اکڑ کی وجہ سے دلگرفتہ ہوگئے تھے۔

''بھائی جان آپ کا کیا ہے شادی کرلیں ایک کونے میں وہ پڑی رہیں گی کم از کم ہمارے کام تو کردیں گی۔'' فراز نے جیسے معقول تجویز دی۔

''تمہارے کام ویسے بھی ہو رہے ہیں ضروری ہے وہی آ کر کرے۔'' اس نے فراز کو ڈانٹ دیا۔ ''آپ آمنہ پھوپو کو منع کردیں۔''

''مجھ میں سامنا کرنے کی ہمت نہیں کیونکہ آمنہ نے بات پکی کردی ہے۔'' سلطان احمد نے اس کے تنے ہوئے چہرے کو استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔

''اس گھر کو میچور لڑکی کی ضرورت ہے۔''

''تم اپنی فضول بات اپنے پاس رکھو۔'' انہوں نے اسے جھڑک دیا۔

''میں نے بلایا ہے آمنہ کو رات میں آئے گی تم خود بات کرلینا۔'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کے گویا بات ہی ختم کردی۔

وہاج کھسیا کے رہ گیا فراز بڑے صوفے پر دبکا بیٹھا تھا روحہ لب بھینچ کے اپنے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ بھائی کو تاسف سے دیکھ رہی تھی۔ رات میں آمنہ آ گئی تھیں ساتھ میں ذاکر بھی تھے۔ انہوں نے پہلے تو وہاج کی اچھی طرح خبر لی اور پھر انہوں نے جو دھما کہ کیا وہ وہاج کو ہلا کے رکھ گیا۔

''پھوپو آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔'' اس کی تو سماعت یقین ہی نہیں کر رہی تھی۔

''تمہیں نہیں کرنی تو نہیں کرو کیونکہ میں نے زبان دے دی ہے میں بھائی جان کے لیے بات کرلوں گی۔''

''آمنہ ہوش میں تو ہو وہ میری بچی کی طرح ہے۔'' سلطان احمد بھی گھبرا گئے اور وہاج تو پہلو پر پہلو بدلے جارہا تھا۔ ذاکر صاحب لب بھینچے بیٹھے تھے۔

''اسے تو میری عزت کا پاس ہے نہیں آپ تو میرے بھائی ہیں آپ سے میں ہر بات منوا سکتی ہوں بھائی کی اولاد پر میرا کیا حق۔'' وہ جذباتی طور پر اسے بلیک میل کرنے لگیں اور کن انکھیوں سے وہاج کو بھی دیکھ رہی تھیں۔ وہاج نے ایک نظر ان پر ڈالی وہ واقعی خاصی سنجیدہ تھیں اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا جواب دے وہ کشمکش میں پڑ گیا تھا۔

''آمنہ کیوں تم سلطان بھائی کا اس عمر میں لوگوں سے مذاق بنواؤ گی۔'' ذاکر صاحب نے بھی کہا۔

''میں نے جو کہا ہے وہ تو کروں گی بولئے بھائی جان میں آپ کے لیے بات کروں۔''

''آمنہ کیسی بچوں والی بات کر رہی ہو اس عمر میں میرے سر

میں خاک ڈلوانے کا ارادہ ہے۔" وہ عجیب ٹینشن اور الجھن کا شکار ہوگئے۔

"پھوپو آپ کیا کررہی ہیں یہ؟"

"تم سے تو میں اب بات ہی نہیں کررہی یہ میں اپنے بھائی سے پوچھ رہی ہوں۔"

"ارے آمنہ یہ بھی تو دیکھو اس بچی میں اور میری عمر میں فرق۔"

"عمر کا کیا ہے شادی کے بعد فرق بھی مٹ جاتا ہے۔ طائشہ اچھی لڑکی ہے میں اس کا رشتہ گنوانا نہیں چاہتی۔" آمنہ نے ساتھ ہی وضاحت بھی دی وہ جیسے ارادہ باندھ کے ہی آئی تھیں وہ طائشہ کا رشتہ کسی سے بھی کر کے جائیں گی۔

"آمنہ معیز بھائی کی اکلوتی بیٹی ہے وہ ایسے کیسے کرسکتے ہیں؟"

"آپ بس ہامی بھریں۔"

"پھوپو آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ طائشہ اور بابا کی عمر میں تضاد دیکھیں۔" وہاج سے برداشت نہیں ہوا تو وہ گویا ہوا۔ ذاکر صاحب ہونٹوں پر اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی ٹکائے بیٹھے تھے۔

"عمر کوئی نہیں دیکھ رہا معیز بھائی...... رشتہ اچھا دیکھیں گے میرا بھائی آج بھی ہینڈسم لگتا ہے۔" آمنہ نے تفخر زدہ لہجے میں کہتے ہوئے سلطان احمد کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"فراز اندر تو کچھ اور ہی کہانی ہورہی ہے بابا کی اور طائشہ باجی کی شادی یہ تو بالکل بھی اچھا نہیں ہورہا۔" روحہ نے فراز سے فکرمند لہجے میں کہا وہ چکر کاٹنے لگی تھی۔

"بھائی تو فضول کی ضد پال کے بیٹھ گئے ہیں شادی نہ کرنے کی۔" فراز پھر ڈرائنگ روم کے باہر جا کے کھڑا ہوا تا کہ سنے تو فیصلہ کیا ہوا۔

"ہاں بیٹا الگ میرا مذاق بنتا رہتا ہے تم بھی بھائی کا مذاق اڑاؤ۔" سلطان احمد دکھ و افسردہ لہجے میں بولے وہ بہت تھکے تھکے بھی لگ رہے تھے۔ "وہ بچی معیز بھائی کے لیے بوجھ نہیں ہے جو کسی کے بھی حوالے کردیں گے۔" بابا کو آمنہ کی دماغی حالت پر شبہ ہورہا تھا۔

"آپ کیوں فکر کررہے ہیں۔ معیز بھائی سے بات میں کرلوں گی۔" وہ بولیں۔ وہاج تذبذب کا شکار تھا بابا اتنے مایوس و افسردہ ہورہے تھے ان پر اسے ترس آنے لگا اور پھر طائشہ کا کیا قصور بابا کے لیے تو وہ بچوں کے برابر ہے اور وہ اس گھر میں ان کی بیوی بن کے...... لوگ کتنی باتیں کریں گے اور بابا بھی کب خوش رہیں گے۔

"وہاج احمد تمہیں یہ قربانی دینی ہے چاہے تم سے دل سے قبول نہیں کرو مگر مجبوری میں اسے قبول کرنا ہوگا۔" اندر سے اسے کوئی کہہ رہا تھا۔

"پھوپو آپ میرے لیے بات کرلیں میں راضی ہوں اس شادی کے لیے۔" وہاج رکا نہیں یہ کہہ کر ڈرائنگ روم سے جیسے ہی نکلا فراز سے اس کی ٹکر ہوگئی۔

"کیا وحشت ہے۔" وہ غصہ ہونے لگا فراز تو جز بز ہوگیا۔

"اندر جا کے تماشہ دیکھو باہر کیوں کھڑے ہو۔" وہ اس پر غصہ نکال کے چلا گیا۔

فراز خود کو سنبھال کے اندر آیا تو دیکھا پھوپو اور پھوپا دونوں ہنس رہے تھے اور بابا کے لب مسکرا رہے تھے۔ فراز سمجھ گیا یہ پھوپو کا ڈرامہ تھا۔

"آمنہ تم نے تو اسے قابو کرلیا۔"

"بھائی جان مجھے پتہ تھا گھی ٹیڑھی انگلی سے نکلے گا اسی لیے یہ سب کیا۔" آمنہ پرجوش ہورہی تھیں جیسے کوئی معرکہ سر کرلیا ہو۔

"میں تو ٹپٹا گیا تھا یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔" سلطان احمد ایک دم سے مطمئن ہوگئے تھے۔ وہاج کی رضامندی چاہے زبردستی کی رضامندی تھی مان تو گیا تھا۔

digestlibrary.com

"ہائے یہ کیا ہوگیا میری آزادی کے دن ختم ہوئے۔" وہ اپنے دھڑکتے دل کو تھام کے بول رہی تھی۔ سارہ کو اس کے پرپوزل کی خبر ملی تو وہ فوراً ہی امی کے ساتھ اس سے ملنے چلی آئی تھی۔

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کتنا خوب صورت، ہینڈسم اور ڈیشنگ بندہ مل رہا ہے۔" سارہ کو تو اس پر رشک آنے لگا اتنے اچھے گھر میں جو جائے گی۔

"خاک خوش ہوں اتنا سڑیل مزاج ہے پتہ نہیں ہنستا بھی ہے یا نہیں۔" طائشہ کو تو اسی بات کی فکر تھی وہاج ہنستا نہیں ہے اور بعد میں بھی پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا کرے گا۔

"تمہیں صرف اس بات کی پروا اور فکر وہ ہنستا نہیں۔" سارہ نے اس کے ستے ہوئے چہرے کو چونک کے دیکھا اور کھی کھی کر کے ہنس بھی دی۔

''ارے مجھے اور بھی باتوں کی فکر ہے۔'' وہ بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔

''تمہیں فضول ہی باتوں کی فکر ہوگی۔''

''ہاں خود کی تو اتنے اچھے بندے سے شادی ہو رہی ہے تمہیں صبح شام پیار بھرے جملے سننے کو ملیں گے۔'' اسے سارہ پر رشک آیا۔

''یہ سب شادی سے پہلے کا پیار ہوتا ہے جو تمہیں مجھ پر رشک آتا ہے دیکھنا فرحان بھی اور مردوں کی طرح ہی ہوں گے جنہیں صرف بیوی نوکرانی کی طرح ہی چاہیے ہوگی۔''

''تم تو ہو نا شکری اتنا پیار کرتے ہیں فرحان بھائی اور تم ان کی نیت پر شک کر رہی ہو۔'' طائشہ برامان کے گویا ہوئی۔

''تم دیکھنا مثالی زندگی تو تمہاری ہوگی تم اپنے بچپنے سے باہر آ کے ذرا سنجیدہ ہو کے سوچنا۔''

''تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔'' طائشہ کو جیسے اس کی ہدایتیں اور نصیحتیں اچھی نہیں لگی تھیں۔

''ارے بھئی لڑکیوں آجاؤ چائے ریڈی ہے۔'' شبنم بھابی دونوں کو بلانے چلی آئی تھیں۔

''شبنم بھابی آپ کتنی اچھی ہیں۔''

''بس بس مسکہ نہیں لگاؤ' بھابی کو پتہ ہے تمہیں وہ سموسے پکوڑے پھر بھی دیں گی۔'' طائشہ نے سارہ کے بولنے پر کہا۔ شبنم بھابی مسکرانے لگی تھیں۔ انہوں نے شام کی چائے پر اچھا خاصا اہتمام کیا تھا۔

''آپا شادی آپ اتنی جلدی کر رہی ہیں۔''

''سلطان بھائی کہہ رہے تھے عید سے پہلے کریں کیونکہ وہ چاہتے ہیں اس دفعہ عید پر ان کی بہو ان کے ساتھ ہو۔'' رفعت نے کہا۔ طائشہ کا دل تو دھک دھک کیے جا رہا تھا کچھ بھی تو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''تم بتاؤ سارہ کی شادی کی تاریخ کب کی رکھو گی۔''

''عید کے پہلے ہفتے میں رکھوں گی اس کے سسرال والوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔''

''سارہ تو کتنی خوش قسمت ہے ہر کام تیرا کتنا آرام سے ہوگا اور میری شادی دیکھ کیسے جلد بازی میں میرے گھر والے کر رہے ہیں۔'' طائشہ نے اس کے کان میں کہا۔

''آپ کو تو طائشہ کی شادی کی تیاری جلدی کرنی پڑے گی۔'' شگفتہ گویا ہوئیں۔

''ارے آمنہ کو تو بلاؤ۔'' رفعت کو آمنہ کا خیال آیا' وہ دیگر معاملات بھی ابھی نمٹانا چاہ رہی تھیں نمٹالیں پھر وہ شگفتہ سے بھی مل لیں گی۔

''دادی جان آمنہ دادی وہاج انکل کے ہاں گئی ہوئی ہیں۔'' عبدالصبور نے انہیں آ کے بتایا۔

''جی ای چچی جان کہہ کر گئی ہیں آپ نہا رہی تھیں اس وقت۔'' شبنم بھابی کو بھی یاد آیا۔

''آمنہ پر تو زیادہ ذمے داری آگئی ہوگی۔'' شگفتہ گویا ہوئیں۔

''آمنہ تو شروع سے ہی طائشہ کو وہاج کے لیے کہہ رہی تھی میں ہی ٹالے جا رہی تھی' پھر ان کے ابو کو وہاج اچھا لگا سو بر ہے۔''

''یہی سو بر پن تو مجھے لے ڈوبے گا۔'' طائشہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہی تھی۔ رفعت خوشی خوشی اپنی بہن کو طائشہ کی سسرال کے بارے میں بتا رہی تھیں۔ طائشہ سارہ سے باتوں میں ہی لگی تھی اسی دوران اسے اپنے ڈرامے بھی یاد آئے وہ سب بھلا کے ٹی وی کے آگے بیٹھ گئی۔

''تمہارا کچھ نہیں ہوگا۔'' سارہ نے مسکرا کے معنی خیزی سے کہا۔

''تمہارا...... کیا مطلب ہے میری شادی ہو رہی ہے تو میں ٹی وی دیکھنا تک چھوڑ دوں۔''

''خیر یہ تو تم خود ہی بعد میں چھوڑ دوگی۔'' وہ پھر ہنسنے لگی۔

''وہاج احمد ایسا شخص ہے اس کے ساتھ رہ کے مجھے ڈر ہے میں دنیا نہ چھوڑ دوں۔'' وہ کلس کے رہ گئی۔

''طائشہ خیر کی دعا کرو اول فول بکتی رہتی ہو۔'' سارہ نے اسے سرزنش کی۔

طائشہ کو جھنجلاہٹ اور کھسیاہٹ کی وجہ سے کچھ اچھا بھی نہیں لگ رہا تھا مگر وہ زبردستی ٹی وی ڈراموں میں دل لگائے ہوئے تھی۔

digest library.com

''تھینکس گاڈ میری بے وقوفی سے پتہ نہیں کیا ہو جاتا' مجھے اوپر والے نے پہلے ہی عقل دے دی۔'' وہاج بیڈ پر لیٹا ہوا کب سے کروٹیں بدل رہا تھا۔

''اگر بابا کی شادی طائشہ سے ہو جاتی لوگ کیا کہتے اس عمر میں کیا چونچلے سوجھے اور پھر بعد میں اگر کسی فرد کا اضافہ ہو جاتا

پھر تو اور ہی لوگوں کو ہنسنے کا موقع مل جاتا فراز اور روحہ پر کیا اثر پڑتا۔" وہ خود کو ہی ملامت کررہا تھا۔ وہ تو اس نے عقل مندی کا ثبوت دیا اس رشتے کو قبول کرلیا اور یہ رشتہ اس نے کیسے قبول کیا یہ وہ ہی جانتا تھا۔

کم عمری میں ماں کا سایہ سر سے اٹھا اس نے اور بابا نے کیسے روحہ اور فراز کو سنبھالا تھا اور وہ خود بھی تو امی کو یاد کرتا تھا کیسے وہ اس کے لاڈ اٹھاتی تھیں۔ روحہ کی پیدائش کے بعد وہ ایسی بیمار پڑیں کہ وہ ٹھیک ہی نہیں ہوسکی تھیں۔ "کاش امی آپ اتنی جلدی بابا کو یوں اکیلے کرکے نہیں جاتیں۔" وہاج کو بابا کا اکیلا پن زیادہ پریشان کرتا تھا انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد خود کو گھر میں ہی مصروف کرلیا تھا اور اپنے بچوں کے ساتھ باپ کم دوست کی طرح زیادہ رہتے تھے اسے بابا پر فخر بھی تھا وہ بیسٹ باپ تھے جو اپنے بچوں کا بہت خیال کرتے تھے۔

جیسے جیسے شادی کے دن قریب آرہے تھے وہاج کو ٹینشن اور جھنجلاہٹ ہورہی تھی ناپسندیدہ ہستی ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور اس پر نا چاہتے ہوئے بھی توجہ دینا پڑے گی۔ وہ تو طائشہ کی طرف دیکھنا تک نہیں چاہتا تھا اور اب ساری زندگی کے لیے اس کے ساتھ رہے گی۔

"کوئی بھی فضول حرکت کی تو میں لحاظ بالکل بھی نہیں کروں گا سیدھا کرکے رکھ دوں گا مجھے پتہ نہیں جانے کیا سمجھتی اور کہتی ہے میں بھی ویسے ہی بن کے دکھاؤں گا۔" اس کے اندر کا مرد اسے چیلنج کررہا تھا۔

"سو رہے ہو۔" آمنہ پھوپو کی غیر متوقع آمد اسے چونکانے کے لیے کافی تھی وہ آفس سے آکے چینج کرکے لیٹ گیا تھا کھانا ابھی اس نے نہیں کھایا تھا۔

"نہیں تو آپ اور اس وقت۔" وہ اٹھ کے بیٹھ گیا۔

"ہاں میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ لوں کہ میں اپنی پسند سے طائشہ کی تیاری کرلوں یا تم شاپنگ پر چلو گے۔" آمنہ اس کے بکھرے ہوئے بیڈروم کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔

"پلیز مجھے تو معاف ہی رکھیں یہ زنانہ شاپنگ سے جس نے پہننے ہیں کپڑے وغیرہ اسی کی مرضی اور پسند سے کریں۔" وہ واقعی زچ بھی ہورہا تھا۔

"اتنا سڑا ہوا منہ کیوں بنا رہے ہو۔ شادی ہورہی ہے کوئی سولی نہیں چڑھ رہے ہو اگر نہیں مرضی تو منع کردو میں بھائی جان کے لئے بات کرلوں گی۔" آمنہ کو اس کی کمزوری ہاتھ آ گئی تھی وہ یہی بات کرکے اسے بلیک میل کرلیتی تھیں۔

"پھوپو آپ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ نہیں کیا کریں، آپ جانتی ہیں میرے مزاج کو، فیصلے بہت سوچ سمجھ کے کرتا ہوں۔" وہ بھنا ہی گیا آمنہ لب بھینچ کے رہ گئیں۔

"تم اتنے بےزار لگ رہے ہو تو میں تو یہ ہی بولوں گی۔"

"دیکھیے پھوپو میں یہ شادی صرف مجبوری میں کررہا ہوں ورنہ مجھے ایسی کوئی خواہش اور ضرورت نہیں۔"

"یہ تو تمہیں شادی کے کچھ عرصے بعد پتہ چلے گا خواہش اور ضرورت کا۔" لہجہ معنی خیز اور شرارتی تھا۔

"پلیز پھوپو۔" وہ جھینپ گیا۔

"وہاج دیکھو شادی ایک اولین فرض ہے اور یہ تمہاری کیا اس گھر کی بھی ضرورت ہے تم جانتے ہو صرف عورت ہی اس گھر کو سنبھال سکتی ہے کوئی ملازمہ یا نوکرانی نہیں کیونکہ گھر عورت سے ہی بنتا ہے۔" وہ خاصے سنجیدہ لہجے میں اسے سمجھا رہی تھیں۔

"طائشہ اچھی لڑکی ہے میں نے سوچ سمجھ کے اس کا نام لیا ہے اور تم دیکھنا تم اس کی شخصیت کے قائل ہوجاؤ گے۔"

"پھوپو یہ لاابالی لڑکیاں گھر سنبھالا نہیں کرتیں۔" وہ ان کی بات سے انکاری ہوا۔

"تم اسے سمجھنا اور سمجھانا کیونکہ وہ نئی جگہ ہوگی اس لیے گھر اتنی جلدی تو نہیں مگر جلد سنبھال ہی لے گی۔" آمنہ کو قوی امید اور یقین تھا، طائشہ ہر بات جلدی سمجھ لیتی تھی ہاں بس وہ خوابوں خیالوں کی دنیا میں رہتی تھی مگر کبھی اس نے خود پر سوار نہیں کیا تھا اور پھر خواب وخیال میں رہنا کوئی جرم تو نہیں۔

"لگتا ہے آپ اس کی طرف داری کرنے آئی ہیں۔"

"میں تو صرف اس لیے آئی تھی کل شاپنگ پر جاؤں گی تو روحہ کو ساتھ لے جاؤں گی اسے لینے آئی تھی۔" انہوں نے جلدی سے وضاحت دی۔

"بیٹا مثبت سوچو، منفی نہیں۔" انہوں نے وہاج کے شانے پر ہاتھ پھیر کے شفقت سے کہا۔

"جب مجھے فیوچر نظر آرہا ہے کیا ہوگا مثبت کیسے سوچ سکتا ہوں۔" وہ خود ہی تمسخر اڑانے لگا۔

"تم جو سوچ بنالو گے وہی ہوگا اگر تم اچھی اور مثبت سوچ رکھو گے دیکھنا ان شاءاللہ تعالیٰ سب تمہاری مرضی سے ہوگا۔" وہ گہری سوچ کے ساتھ گویا ہوئیں۔

"تھوڑا اسے سنبھلنے کا موقع دینا کیونکہ اپنی مرضی سے تم اسے اسی وقت چلا سکو گے جب تم اس پر زبردستی کوئی بات مسلط نہیں کرو گے۔"

"آپ نے مجھے جلاد سمجھ رکھا ہے۔" وہ برا مانا۔

"بالکل بھی نہیں، مگر بیٹا میرا ابھی دل ڈر رہا ہے مگر میں پھر بھی سوچ مثبت رکھ رہی ہوں۔ تم طائشہ کے ساتھ بہت خوش رہو گے۔" وہ پُراعتماد لہجے میں آواز میں مضبوطی کے ساتھ بول رہی تھیں۔

"کاش ایسا ہی ہو۔" وہ ان کا سنجیدہ چہرہ دیکھنے لگا۔

"اچھا میں جا رہی ہوں کل روحہ کو تم لینے آ جانا کیونکہ کافی سامان بھی ہوگا۔"

"جی اچھا۔" اس نے سعادت مندی سے سر ہلایا۔ اسے آمنہ کو تنگ کرنا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ ای کی وفات کے بعد سے انہوں نے ان سب پر خاصی توجہ دی تھی۔

"اپنا کمرا خود بھی سمیٹ لو کیسا بکھرا ہوا ہے۔"

"میں خود بکھرا ہوا ہوں۔" وہ افسردگی سے ترکی بہ ترکی بولا۔

"سمیٹنے والی آ رہی ہے۔" وہ اسے چھیڑتی ہوئی چلی گئیں۔

digest library.com

تیاریاں اتنی جلدی جلدی ہوئی تھیں، دن ایسا لگ رہا تھا پر لگا کے اڑ رہے ہوں آمنہ پھوپو اور شبنم بھابی کی کوششوں سے دونوں طرف کی تیاریاں بھی ہو گئی تھیں آمنہ نے طائشہ کی بری میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔ شادی ولیمے کے ڈریس اتنے اسٹائلش اور خوب صورت تھے طائشہ خود حیران تھی اس نے یہ سب کہانیوں اور ڈراموں فلموں میں دیکھا تھا اور اس کے سامنے اس کے لیے بھی حقیقت میں بہت کچھ تھا۔

"ہشت میں یہ کیا ٹی وی ڈراموں فلموں کا سوچنا شروع ہو گئی۔" طائشہ نے خود کو سرزنش کی۔ اس نے سوچ لیا تھا خود ہی وہ ٹی وی رسالے وغیرہ سب ختم کر دے گی کیونکہ وہاج جیسے غصے والے شخص کے ساتھ ان سب شوق کے ساتھ زندگی نہیں چل سکتی تھی۔ بھابی کا پڑھایا ہوا سبق بھی تو یاد رکھنا تھا۔ طائشہ نے خود کو بہت مشکل سے تیار کیا تھا پھر آمنہ چچی بھی تو کہہ رہی تھیں۔

"طائشہ بیٹا تم وہاج کے مزاج سے واقف نہیں ہو مگر میں تمہیں صرف اتنا سمجھانا چاہوں گی کہ وہاج مزاج کا سنجیدہ ضرور ہے مگر بہت محبت اور فکر کرنے والا ہے۔ وہ اپنے باپ اور بہن بھائی کا بہت خیال رکھتا ہے اس لیے اگر کبھی وہ غصے میں تمہیں کچھ کہہ دے تو تم اپنا دل اس کی طرف سے بدگمان نہیں کرنا بلکہ اسے دیکھنا وہ کیا چاہتا ہے جب تم اس کے رنگ میں رنگ جاؤ گی تو وہ تمہیں سب سے زیادہ چاہے گا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے آہستہ لہجے میں سمجھا رہی تھیں۔ طائشہ کا دل وہاج کے نام پر زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"تم یہ بالکل بھی نہیں سمجھنا تمہیں وہاج نوکرانی بنا کے رکھے گا۔" وہ جیسے اس کی سوچوں کو پڑھ رہی تھیں۔

"چچی جان میں ایسا بالکل بھی نہیں سوچ رہی، میں تو یہ سوچ رہی ہوں پتہ نہیں میں ان کے رنگ میں رنگ بھی جاؤں گی یا نہیں۔" وہ افسردگی سے بولی۔

"تم ایسا نہیں سوچو بس تمہیں وہاج کو سمجھنا ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے۔" اس نے سر ہلایا، اس کے دل میں تو ہلچل مچی ہوئی تھی۔

اس نے بری کی تمام چیزوں کو بغور دیکھا تھا، آمنہ سارا سامان اس کے روم میں ہی رکھ گئی تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" شبنم بھابی بھی دروازے پر ناک کر کے چلی آئیں، یہ ان کی عادت تھی کسی کے روم میں بغیر ناک اور اجازت کے نہیں جاتی تھیں۔

"بھابی یہ سب سامان اتنا پیارا اور کتنا مہنگا ترین ہے۔"

"میری نند کوئی سستی ہے وہ تو سب سے زیادہ قیمتی ہے۔" انہوں نے مسکرا کے اسے گلے لگایا۔

"آپ تو فوراً ہی بات گھما دیتی ہیں۔" وہ جھینپی۔

"ارے خوش ہونا چاہیے اس گھر کی پہلی اور بڑی بہو بن کے جا رہی ہو۔" شبنم بھابی بولیں۔

"آپ سب نے بڑی بہو کہہ کہہ کے مجھے واقعی بڑی بہو بنا دیا ہے۔" وہ سوچنے لگی۔

شادی میں چند دن ہی تو تھے، مہندی مایوں کا وہاج منع کر رہا تھا مگر روحہ نے شور مچایا تو وہاج کی پھر کسی نے بھی نہیں سنی تھی۔ ساری رسمیں کرنے کو سلطان احمد نے بھی کہہ دیا تھا۔ وہ اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے سب کرنا چاہ رہے تھے۔

طائشہ مایوں کے زرد گوٹہ کنارے کے جوڑے میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سارہ تو کئی بار اسے یہ کہہ چکی تھی مایوں کے جوڑے میں اتنی غضب کی لگ رہی ہو شادی کے ڈریس میں تو بجلیاں گراؤ گی۔

"تم بس ہانکتی رہا کرو۔"

"میں ہانک نہیں رہی واقعی سچ کہہ رہی ہوں۔" سارہ اس کے برابر ہی بیٹھ گئی۔ مہندی مایوں سب ہی بڑے زبردست نداز میں ہوئی تھی اس کے اب مہندی لگ رہی تھی۔

"بھابی روحہ کے بھی مہندی لگوادیں۔" طائشہ کو اس کا خیال آیا۔

"اوہو نند کا بڑا خیال آ رہا ہے۔" سارہ نے ہنس کے چھیڑا۔

"میری بھابی بھی تو میرا خیال رکھتی ہیں ظاہر ہے جو سیکھا ہی میں بھی کروں گی۔" اس نے بھی خوش دلی سے ہی کہا۔

"روحہ سمیرہ کے ساتھ پارلر گئی ہے وہاں سے لگوا کے آئے گی آمنہ چچی ساتھ گئی ہیں۔" بھابی نے بتایا۔

"ارے شبنم طائشہ کو کھانا ہی کھلا دو۔" رفعت کو اپنی بیٹی کے رخصت ہونے کا بھی دکھ تھا اور ساتھ ہی خوشی بھی کہ وہ اپنے گھر رخصت ہو کے جا رہی تھی۔

"امی مجھے بھوک نہیں۔" وہ مہندی لگواتے لگواتے تھک بھی گئی تھی۔

"صبح بھی تم نے ناشتہ ڈھنگ سے نہیں کیا۔"

"امی آپ فکر نہیں کریں میں کھلا دوں گی۔" بھابی نے انہیں تسلی دی۔

"کھلا دینا میں ذرا آرام کرلوں بہت تھکن ہو رہی ہے۔" وہ تھکے تھکے لہجے میں بول رہی تھیں۔ شبنم بھابی اس کے لیے دودھ میں ہورلیکس گھول کے لے آئی تھیں تا کہ اس کے پیٹ میں کچھ تو جائے۔

"کیا ہے بھابی میں نہیں پی رہی۔"

"زیادہ نخرے نہیں کرو پیو۔" انہوں نے زبردستی اسے پلایا۔

طائشہ کو بھی ایسا لگا جیسے اس کے جسم میں انرجی آ گئی ہو۔ سوائے سوچنے کے وہ کچھ کر ہی نہیں رہی تھی کھانا کھانے کا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا۔ اس کے نرم و نازک سے کومل کومل ہاتھ پاؤں پر مہندی بہت سج رہی تھی۔ سارہ نے اسے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔

"میری تو کمر ہی اکڑ گئی۔"

"ابھی تو تمہیں کل اور پرسوں بھی بیٹھنا ہے۔" سارہ اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"ہوں اکڑے ہوئے شخص کے ساتھ۔" وہ سوچنے لگی۔

"سارہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"میں تو کچھ کر بھی نہیں سکتی ڈرنے کا فائدہ بھی نہیں۔" وہ مسکرانے لگی۔

"تم سے تو بات ہی کرنا فضول ہے۔" وہ چڑ ہی۔

"تم صرف اچھا سوچو ڈر کے بارے میں نہیں کیونکہ جیسا تم وہاج بھائی کو سمجھ رہی ہو ہوسکتا ہے وہ ایسے بالکل بھی نہیں ہوں۔" وہ اسے تسلی اور اطمینان دلانے لگی۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔" وہ دل ہی دل میں دعا بھی کر رہی تھی۔ وہ سوچتے سوچتے سو گئی اور شاید سارہ کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔ شبنم بھابی لائٹ آف کر کے چلی گئی تھیں۔

صبح ناشتے کے بعد ابو اور بھائی جان نے اسے گلے لگا کے خوب دعائیں دی تھیں اس کی آنکھیں برس پڑی تھیں۔

"آپی اچھی ہیں۔ یہ تو رو بھی سکتی ہیں ہم مرد ہیں نا اس لیے روتے اچھے نہیں لگیں گے۔" منیب بھی اس کے گلے لگ کے نم آنکھوں سے گویا ہوا۔

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تمہیں ہر چیز پر قبضہ ملے گا۔ ٹی وی اور کمپیوٹر بالکل فری ملے گا۔" طائشہ نے منہ بنا کے کہا۔

"آپی ایسی بات تو نہیں کریں۔" منیب کو اپنی بہن کے رخصت ہونے کا بھی غم تھا اور غم کم خوشی زیادہ تھی اداسی تو یہ وقتی تھی منیب نے اپنی بہن کو سدا خوش رہنے کی دل سے دعائیں دی تھیں۔

آج شادی کا دن بھی آن پہنچا تھا آنکھیں نم ہوئی جا رہی تھیں پارلر جانے سے پہلے وہ سب سے ہی مل لی تھی۔

"زیادہ رونے کی ضرورت نہیں ہے میرا بھتیجا خوف ناک نہیں ہے۔" آمنہ نے اس کے کان میں مسکرا کے سرگوشی کی۔ طائشہ نے اپنے آنچل سے آنسوؤں کے موتی صاف کیے۔

دعاؤں کے ساتھ وہ چلی گئی تھی سارہ اس کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔ شبنم بھابی کو گھر اور مہمانوں کو بھی دیکھنا تھا اس لیے وہ ساتھ نہیں گئی تھیں۔ آمنہ کا تو کبھی ایک پاؤں ادھر تو کبھی ادھر تھا۔ معیز صاحب نے تو کہہ دیا تھا وہ وہاج کی طرف کی ساری ذمے داریاں سنبھالیں کیونکہ ادھر کوئی خاتون تو تھی نہیں جو شادی کے جھمیلے سنبھالے۔ آمنہ طائشہ کے پارلر جاتے ہی سلطان احمد کی طرف روانہ ہو گئی تھیں۔

digest library.com

"واؤ روم تو بہت شاندار سجایا ہے۔" نمرہ نے وہاج کے روم کا جائزہ لیا ہر طرف پھول کلیاں تھیں جو فراز نے اپنے دوستوں

کے ساتھ مل کے ڈیکوریٹ کیا تھا۔
"بھائی جان تو کرنے ہی نہیں دے رہے تھے بابا نے ڈانٹ دیا تو چپ ہوئے۔" فراز نے بتایا۔
"کمرہ کم دکان زیادہ لگ رہا ہے۔" وہاج نے خود ہی مضحکہ اڑایا۔
"اتنا خوب صورت تو سجایا ہے...... بیڈ روم کو سجایا ہی جاتا ہے۔" نمرہ نے اپنی منطق نکالی۔
وسیع و عریض بیڈ پر پھول' کارپٹ اور پردے فرنیچر بھی خوب صورت تھا بیڈ روم سج دھج کر اور بھی زیادہ حسین لگ رہا تھا۔
"وہاج حد ہوتی ہے تم ایسے ہی کھڑے ہو کب تیار ہو گے۔" آمنہ نفیس سی فان کلر کی کامدانی ساڑھی میں سوبر سی لگ رہی تھیں۔
"ان سب کو نکالیے یہاں سے پھر ہی تیار ہوں گا۔" روحہ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے کھڑی اپنے شولڈر کٹ بالوں میں برش چلا رہی تھی اور سمیر وہاج کے لیپ ٹاپ میں کچھ کر رہا تھا جبکہ اسفر کو بابا نے شاید کسی کام میں لگایا ہوا تھا وہ یہاں نہیں تھا۔
"چلو فراز نکلو تم بھی تیار ہو بیٹا جلدی جانا ہے۔" وہ ان سب کو وہاں سے دوڑا کے وہاج کو تیار ہونے کی ہدایات دے کے چلی گئیں۔
وہاج نے آف وائٹ کڑھائی والی شیروانی میں خود کو آئینے میں دیکھا۔ ہینڈسم لگ رہا تھا' ڈریسنگ ٹیبل پر ایک مخملی بکس بھی رکھا تھا جس میں دو سونے کے کڑے تھے جو بابا نے دیئے تھے طائشہ کی رونمائی کے لیے یہ کڑے امی کے تھے جو شاید بابا نے ایسے وقت کے لیے ہی سنبھال کے رکھے تھے۔ آمنہ نے دروازے پر ناک کیا تو وہاج جلدی جلدی تیار ہو کے نکل آیا۔ مہمان بھی آ گئے تھے۔ بڑی گاڑی میں مہمان اور دو سجی ہوئی گاڑیوں میں گھر کے تمام افراد آ گئے تھے۔ بارات کا پرتپاک انداز میں استقبال کیا گیا تھا۔ سلطان احمد اور وہاج کو معیز صاحب اور منیب نے گلے لگایا۔
اس وقت وہاج کے دل کی حالت بھی عجیب ہو رہی تھی جو کل تک اکیلا تھا آج اس کی زندگی میں کوئی شامل ہو رہا تھا اب تو مووی تصویریں بھی جدید انداز میں بننے لگی تھیں وہاج کو یہ سلسلہ بہت کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔ نکاح وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اسٹیج پر طائشہ کو شبنم بھابی اور سارہ لے آئی تھیں وہاج کی نگاہ جم گئی وہ پری پیکر برائیڈل ڈریس میں کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ مہندی جیولری میک اپ' وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی نگاہ اس کی نیچی ہی تھی۔ اسے وہاج کے پہلو میں بٹھا دیا گیا تھا۔ طائشہ کے دل کی دھڑکنوں نے شور کرنا شروع کر دیا تھا وہ کہیں کسی اور طرف دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔ وہاج کو لگ رہا تھا وہ خود کو ٹی وی ڈراموں کی ہیروئن ہی سمجھ رہی تھی۔ ساری رسمیں بھابی اور رفعت کر رہی تھیں سب ہی اسٹیج پر جمع تھے۔ روحہ تو اتنی خوش تھی وہاج اس کا چہرہ دیکھ کے مسکرا دیا۔
"شکر مسکرائے تو۔" آمنہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی وہ جھینپ کے انہیں گھورنے لگا۔
ڈنر کے بعد ہی رخصتی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہاج کو اس فارمل سے ڈریس سے بہت الجھن ہو رہی تھی۔ کتنا منع کیا تھا وہ یہ واہیات شیروانی نہیں پہنے گا مگر بابا کے حکم کے آگے اسے ماننا ہی پڑا تھا۔ بارہ بجے سے پہلے ہی رخصتی عمل میں آ گئی تھی۔ طائشہ سب کو افسردہ کر کے وہاج کے ہمراہ اس کے گھر چلی آئی۔ رو رو کے اس کی آنکھوں کا میک اپ تو خراب ہو ہی گیا تھا مگر اسے اس کی پروا بھی نہیں تھی آمنہ اسے کتنی دفعہ چپ کرانے کی کوشش کر چکی تھیں۔ انہیں کیا خبر تھی طائشہ کو وہاج سے ڈر لگ رہا تھا کیونکہ وہ جتنا سوبر اور سنجیدہ تھا یہ اس کے لیے ڈرانے کو کافی تھا۔
"تم آرام سے بیٹھ جاؤ اور ہاں یہ جوس پورا ختم کرنا ہے۔" آمنہ نے اسے ذرا پیار بھری ڈانٹ پلائی تاکہ وہ کچھ تو فریش ہو جائے۔ ادھر وہاج کو بھی سمجھا رہی تھیں وہ طائشہ سے نرم رویہ رکھے وہ تو جانے کیا سوچے ہوئے تھا۔ طائشہ نے زبردستی جوس ختم کیا روحہ تو اس کے آنے سے بہت ہی خوش تھی۔ زبردستی آمنہ نے اسے روم سے نکالا تھا۔ طائشہ کا دماغ تھک گیا تھا' بیڈ روم بہت خوب صورت ڈیکوریٹ تھا بھینی بھینی خوشبو ماحول کو خواب ناک بنا رہی تھی۔
"کاش وہاج مجھ سے اچھی طرح بات کریں۔" وہ دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی اسی دوران وہ آ گیا تھا۔ طائشہ سنبھلی' دل کی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا' ہاتھ پیروں میں سنسناہٹ ہونے لگی ایسی کیفیت تو اس پر جب بھی نہیں ہوئی تھی جب پہلی دفعہ بورڈ کے ایگزام میں بیٹھی تھی۔ دل کی دھڑکنوں کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ وہاج ڈریسنگ ٹیبل

سے بکس اٹھالایا۔
"یہ تمہارے لیے ہے۔" بکس اس کے آگے رکھا۔ طائشہ نے چونک کے مخملی بکس پر نظر ڈالی جو اس کے قدموں کے پاس رکھا تھا۔
"پہن لو۔" اس نے ایک گہری نگاہ طائشہ کے سراپے پر ڈالی جو سر سے پیر تک حسن میں یکتا لگ رہی تھی۔ عروسی روپ اس پر بہت سج رہا تھا' ایسا لگ رہا تھا وہ کسی محل کی شہزادی ہو جو اپنے شاہی تخت پر ٹیک لگائے بیٹھی ہو۔ طائشہ نے حیل وحجت کیے بغیر سعادت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے بکس میں موجود طلائی کڑے نکال کے اپنے حنائی ہاتھوں میں پہن لیے۔ وہاج نے دیکھا اس کے ہاتھ تو پہلے ہی سجے ہوئے تھے اب کڑے اس کے ہاتھوں میں اور سج گئے تھے۔
"تھینک یو بہت پیارے کڑے ہیں۔" اس نے مسکرا کے شکریہ ادا کیا تو وہاج کا سکتہ ٹوٹا۔
"آپ چینج کرنا چاہیں تو کرسکتی ہیں۔"
"جی اچھا۔" طائشہ سمجھ رہی تھی وہاج پہلے اسے آزمائش سے گزارے گا پھر ہی شاید وہ اس پر پیار بھری نگاہ ڈالے گا اس کے دماغ میں تو یہی ہوگا وہ اپنے رسالے ٹی وی ڈراموں سے کبھی باہر نکل ہی نہیں سکتی یہ سب بھی اسے آمنہ نے بتایا تھا اس دن سے طائشہ نے خود کو بدل لیا تھا وہ سب کچھ ترک کر کے اس کی زندگی میں شامل ہوگئی تھی۔ وہ وہاج کی سوچ کو بدلنا چاہتی تھی جو اس کے متعلق منفی خیالات رکھتا تھا۔ وہ وہاج کی ہر سرد مہری کو برداشت کرے گی۔

digest library.com

ولیمے کے بعد دعوتوں کا سلسلہ چل نکلا تھا مگر وہاج روز روز کی دعوتوں سے اکتا گیا تھا پھر اس نے سب سے ہی معذرت کرلی تھی طائشہ اس کی خوشی میں ہی سر ہلا رہی تھی۔ ذرا بھی کسی بات سے اختلاف کا پہلو نہیں نکالتی تھی وہاج حیران تھا کیونکہ اس نے اس کی سگی خالہ کی دعوت کو رد کردیا تھا وہ جانتا تھا اس کی خالہ زاد سارہ سے بہت دوستی ہے اس سے نہ ملنے کا دکھ تو ہوگا مگر طائشہ نے اپنے کسی بھی ردعمل سے اسے کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اس نے خود کو گھر کے کاموں میں بھی مصروف کرلیا تھا۔ مکمل طور پر وہ سارے کاموں پر توجہ دے رہی تھی۔
"بابا آج کیا پکاؤں؟" اس نے سلطان احمد سے پوچھا۔
"بیٹا جو آسانی ہو۔" انہوں نے طائشہ کو مسکرا کے دیکھا انہیں کتنی بے فکری ہوگئی تھی جب سے اس نے گھر کو سنبھالا تھا۔
"ارے آپ نے یہ کیا بات کی آپ حکم تو کریں۔"
"بیٹا میں تو ایسا بندہ ہوں جو کھلا دو گی کھالوں گا' پسند تو ان بچوں کی ہے وہاج سے پوچھو یا پھر فراز سے۔"
"ہوں یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ اپنے آنچل کو شانوں پر برابر کرتی ہوئی اٹھی وہاج آفس سے پانچ بجے آجاتا تھا پھر وہ کچھ دیر آرام ضرور کرتا چائے دینے کے بعد وہ اس کے پاس گئی ہی نہیں تھی۔
"رات میں کھانے میں کیا پکاؤں؟" اس نے ٹی وی دیکھتے وہاج کو مخاطب کیا۔ وہاج کی نگاہ اس پر پڑی پنک لان کے خوب صورت سے پرنٹ کے کپڑوں میں اس کی سرخ وسپید رنگت کھل رہی تھی یا پھر وہ روز بروز کھلتی جارہی تھی۔ کتنی خوش اور مطمئن بھی نظر آتی تھی حالانکہ وہ اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتا تھا مگر طائشہ کبھی بھی اس سے شکوہ نہیں کرتی تھی۔
"پکانا آتا ہے یا صرف باتیں بنانی آتی ہیں۔" طنز میں ڈوبا تیر ہی پھینکا' لہجے میں تمسخر بھی تھا۔ طائشہ لب کچل کے رہ گئی حالانکہ اسے یہ کھلی توہین ہی لگ رہی تھی مگر اس نے خود کو نارمل ہی رکھا۔
"آپ حکم تو کریں۔" وہ مسکرائی۔
"کتنی عجیب ہے میں اتنی سنا دیتا ہوں مگر آگے سے جواب ہی نہیں دیتی بلکہ نارمل ہی رہتی ہے۔" وہ گہری سوچ میں تھا۔ ٹی وی کے چینل سرچ کیے جارہا تھا۔
"کڑی۔" اس نے جان کے ایسی ڈش بتائی کہ ضرور اسے پکانی نہیں آتی ہوگی اور پھر مشکل بھی تو ہوتی ہے اس نے اکثر امی کو ہی دیکھا تھا وہ صبح سے پکانے رکھ دیتی تھیں جب کہیں جا کے وہ تیار ہوتی تھی۔
"جی اچھا۔" اس نے سر ہلایا۔
"اور ہاں چاول سادے پکانا اور رائتہ سلاد اور تھوڑی کڑی قیمے والی بھی پکانا۔" اس نے پھر لمبی لسٹ ہی اسے بتائی۔
طائشہ قیمہ والی کڑی پر چونکی ضرور اس نے یہ پکائی تو نہیں تھی اور اس کے سامنے یہ ظاہر بھی نہیں کرنا چاہ رہی تھی وہ اس ڈش سے ناواقف ہے۔
"تھوڑا ٹائم تو لگے گا۔" وہ بس اتنا ہی بولی۔
"پکانا تو آتا ہے نا یہ سب۔" وہ جیسے طائشہ کو ٹٹول رہا تھا وہ ہچکچا کے منع ہی کردے گی۔

"ہر چیز پکانے میں تھوڑا وقت لگتا ہے مگر مشکل نہیں ہوتی۔" وہ گہری سوچ کے ساتھ ذومعنی لہجے میں گویا ہوئی۔ وہاج نے چونک کر اس کے تاثرات دیکھے مگر وہ تیزی سے جا چکی تھی۔ وہاج آج موقع کے انتظار میں تھا اسے جانے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ طائشہ یہ سب نہیں کر سکے گی۔ اس نے ٹائم دیکھا چھ بج رہے تھے وہ لیٹا رہا۔

ادھر طائشہ نے جلدی جلدی فرج سے دہی نکالا وہ دہی دودھ وغیرہ پہلے سے ہی فرج میں فریز رکھتی تھی کیونکہ دوپہر میں رائتہ ضرور بنتا تھا۔ وہ کچن میں لگی ہوئی تھی روحہ کو چنگ سے آ کے اس کے پاس آئی اس نے ہیلپ کا کہا تو طائشہ نے اسے مسکرا کے کچن سے باہر بھیج دیا۔ جس وقت وہ کڑی کے پکوڑے بنا رہی تھی فراز خوشبو سے اندر آ گیا۔

"بھابی دو تین لے لوں۔" وہ پوچھنے لگا۔

"ہاں لے لو اور پلیز کچن سے چلے جاؤ میں جلدی جلدی کرلوں۔" وہ کاؤنٹر پر کڑی کی دیگچی میں پکوڑے ڈال رہی تھی۔

"یہ کون سی ڈش ہے؟" فراز نے دوسری دیگچی کا ڈھکن ہٹا کے دیکھا۔

"یہ نئی ڈش ہے۔" اس نے بتایا۔

"مجھے تو قیمہ بھی نظر آ رہا ہے۔" وہ چکھ کے دیکھنے لگا۔

طائشہ نے نو بجے تک سب کچھ ہی ریڈی کر کے ٹیبل پر لگا دیا تھا اور وہاج نے جب حیرانگی سے یہ سب دیکھا تو اس کی بصارت یقین ہی نہیں کر رہی تھی۔ سلطان احمد نے تو کڑی کی بہت ہی تعریف کی روحہ بھی اتنے دن بعد ایسے مزیدار کھانے سے بہت ہی خوش تھی کیونکہ روز ہی اسے نئے سے نیا کھانے کو ملتا تھا وہاج کی سوچ کے گھوڑے اسی بات پر دوڑتے رہتے تھے کسی طرح بھی طائشہ کو زچ کر کے رہے مگر طائشہ کا لگتا تھا اسٹیمنا زیادہ تھا۔ ایک دن وہاج نے اسے گویا لسٹ ہی بتا دی۔ وہ سن کے سکتے میں تو آئی مگر فوراً ہی سنبھل گئی۔

"میرے دوست ہیں شادی کی ٹریٹ مانگ رہے ہیں۔ اس لیے سوچا گھر پر کھانے پر بلا لوں تم سے لگتا ہے ہوگا نہیں یہ سب۔" وہ اس کی صورت دیکھ کر جھٹ بولا جو خاموش کھڑی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے میں یہ سوچ رہی تھی کہ میٹھے میں ربڑی بھی رکھ لیں۔"

"ربڑی۔" وہ تو حیرانگی سے بولا کیونکہ وہ تو کچھ اور ہی سمجھ رہا تھا۔

"ربڑی بھی میں بنا سکتی ہوں۔" طائشہ نے پُرجوش لہجے میں مسکرا کے اسے دیکھا جو آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا اور ساتھ ہی اس نے طائشہ کو آج کی دعوت کا مینو بھی بتا دیا تھا۔

"تم بنا لوگی اتنا کچھ کھانے کے مینو ساتھ اور مجھے نہیں لگتا کہ تم کچھ بھی ڈھنگ کا پکا سکتی ہو تمہارے رسالے اور ڈراموں کا کیا ہوا؟" اس نے پھر تمسخر اڑا کے طنز کیا۔

"رسالے ڈرامے میرے شوق تھے فارغ اوقات کے اور میں سمجھتی ہوں رسالے ڈرامے اس وقت ہوں جب فارغ ہوں۔"

"اچھا اس کا مطلب ہے تم یہاں آ کے بیزار ہوگئی ہو۔ تمہیں تمہارے شوق پورے کرنے کا بھی وقت نہیں ملتا۔"

"ایسا میں نے بالکل نہیں کہا بلکہ میرے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ میری پریکٹیکل لائف میں ان چیزوں کا کوئی مطلب نہیں۔" اسے وہاج کی سوچ پر افسوس اور دکھ بہت ہوتا تھا جو ہر وقت اسے ڈی گریڈ ہی کرتا تھا اتنا روکھا اور سرد مہر تھا کہ کسی کے جذبات کی قدر ہی نہیں تھی۔

"کن چیزوں کا مطلب۔" وہاج کی استفہامیہ نگاہیں اس پر تھیں جو ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں ٹھیک کر رہی تھی۔

"رسالے ڈراموں کی...... پریکٹیکل لائف میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جو شاید آپ نہیں سمجھ رہے۔" وہ معنی خیزی سے کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔ وہاج اس کی گہری بات میں ہی الجھ گیا وہ آفس کے لیے نکل رہا تھا بابا کو پہلے سلام کر کے نکلتا تھا۔

"بیٹا آج تم نے دعوت رکھی ہے۔"

"جی بابا وہ سارے دوست ٹریٹ مانگ رہے تھے۔" اس نے بتایا۔

طائشہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی روحہ تو ناشتہ کر کے پہلے ہی نکل گئی تھی۔

"بیٹا تم کسی ہوٹل میں ٹریٹ دے دو اتنے سارے کھانے پکانا تمہیں پتہ ہے ایک بندے کا کام نہیں۔" وہ تو حیران تھے طائشہ نے انہیں سامان لانے کی لسٹ دی تھی۔

"اس کا مطلب ہے بابا سے آ کے بول دیا مجھ سے بولنے کی ہمت نہیں۔" وہ ناشتہ کرنے بیٹھ گیا تھا طائشہ کن انکھیوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کی بہو کے بس کا کام نہیں ہے ظاہر ہے کبھی دعوتوں کا کھانا پکایا نہیں ہوگا۔" اس نے طنز کیا۔

"ارے اس نے کچھ نہیں کہا یہ تو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ تو الٹا یہ بول رہی ہے سب پکالوں گی وہاج بیٹا سوچو تم نے کتنی ڈشز بتادی ہیں۔"

"بابا آپ پریشان کیوں ہورہے ہیں میں سب کرلوں گی۔" وہ وہاج کے بگڑتے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے میں ہوٹل میں ارینج کرلیتا ہوں۔" وہ خفگی سے بولا۔

"آپ پریشان نہیں ہوں میں سب کرلوں گی آپ آفس جائیں۔"

"سوچ لو۔" ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ سلطان احمد وہاج کو سمجھ رہے تھے وہ جیسے طائشہ کا امتحان لینا چاہ رہا ہو وہ کرتی ہے یا نہیں۔

وہاج کے جانے کے بعد طائشہ نے سب سے پہلے ہال کمرے کی سیٹنگ کروائی اس کے جہیز کی ڈائننگ ٹیبل لاؤنج میں تھی اسے ہال کمرے کی ڈائننگ ٹیبل سے ملا کے رکھوادیا کیونکہ وہاج کے چار دوست اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ آرہے تھے۔ ہال کمرے میں پڑے صوفے بھی سیٹنگ سے رکھے اور پورے گھر کی صفائی اس نے ماسی کے ساتھ مل کے کی۔

جب تک بابا سودا وغیرہ لے آئے تھے۔ فراز آج اتفاق سے کالج نہیں گیا تھا طائشہ کو کچھ ہیلپ مل گئی تھی۔ اس نے مرغ مسلم کو مصالحہ وغیرہ لگا کے رکھ دیا تھا بریانی کا مصالحہ بھی تیار کرلیا کباب کا قیمہ چڑھایا ہوا تھا۔ میٹھے بھی اس نے دو ہی تیار کیے تھے پورا دن اس کا تمام ہوگیا تھا۔ وہاج پانچ بجے گھر آیا تو اس نے حیرانگی سے ہال کمرے کی سیٹنگ دیکھی اور کچن سے اشتہا انگیز خوشبوؤں سے بھوک ہی چمک اٹھی تھی تقریباً اس نے پکانے کا سارا ہی کام کرلیا تھا صرف بریانی کی تہہ لگائی تھی اور کباب بھی تل کے رکھ لیے تھے کہ جیسے ہی مہمان آئیں گے مائیکروویو میں گرم کرلے گی۔

"واہ یہ تو اتنی پھرتیلی ہے سب ہی کچھ کرلیا۔" کچن کا جائزہ لے کے وہ روم میں آگیا۔ طائشہ نہا کے نکلی تھی پنک ایمبرائیڈی کے سوٹ میں وہ کھلی کھلی لگ رہی تھی۔ اس نے نگاہ چرائی اور اپنے جوتے موزے اتارنے لگا۔

"میں نے آپ کے کپڑے پریس کرکے ہینگر کردیے ہیں۔ آپ کا جو دل چاہے وہ پہن لیں۔" بالوں کو خشک کرکے وہ برش چلا رہی تھی۔ جب تک وہاج بھی نہا کے فریش ہوگیا۔ جس وقت وہ نہا کے نکلا اس کے لیے چائے لے آئی۔

"میں نے سب کچھ تیار کرلیا ہے۔" اس نے جتایا۔

"یہ تو کھانے کے بعد پتہ چلے گا کیسا پکا ہے۔" وہ جیسے اس کے کام سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوا تھا۔ طائشہ نے سب کچھ شبنم بھابی سے فون پر پوچھ کے تیار کیا تھا اسے پکانا تو آتا تھا مگر کمی بیشی کی وجہ سے پکاتے ہوئے ڈر رہی تھی۔ وہ چپ چاپ چلی گئی۔ نو بجے مہمان آگئے تھے ایک رونق ہی لگ گئی۔ ان کے ساتھ بچے بھی تھے جو روحہ کے ساتھ لگ گئے تھے۔ سلطان احمد ان سے سلام دعا کرکے اپنے روم میں چلے گئے تھے طائشہ نے سب کچھ اکیلے کیا تھا۔ سب کو یہ انتظام اتنا پسند آیا تھا بار بار تعریف کیے جارہے تھے۔ وہاج خود بھی اس سے نگاہ چرائے ہوئے تھا۔ ان سب کے جانے کے بعد اس نے سارے برتن خود دھوئے کچن بھی صاف کیا روحہ نے برتن سارے خشک کرکے ڈائننگ ٹیبل پر رکھوائے تھے۔ اسے سب کرتے کرتے دو بج گئے تھے۔ وہاج اس کی خوبیوں کا قائل ہوگیا تھا۔ جس وقت وہ روم میں آئی وہاج لیٹا ہوا تھا۔ وہ چینج کرنے باتھ روم میں چلی گئی تھی۔

"وہاج احمد تم اگر ذرا سی میری حوصلہ افزائی کردیتے تو کیا ہوجاتا۔" وہ بیٹھی تو سوچوں نے اسے گھیر لیا تھا وہ وہاج کی رکھائی پر بہت دکھی تھی۔ اول روز سے ہی وہ اس سے فاصلوں پر تھا اس کی پشت پر نگاہ ٹکائی ہوئی تھی۔

digest.library.com

روحہ کے میٹرک کے ایگزام ہورہے تھے وہ اس کی بھی پڑھائی میں مدد کررہی تھی۔ کوچنگ تو وہ جاتی ہی تھی مگر اپنے طور پر بھی طائشہ اس کی تیاری کروا رہی تھی۔

"بھابی یہ دو پیپرز بھی خیریت سے گزر جائیں پھر میں پھوپو کے گھر رکنے جاؤں گی۔"

"ہاں ہاں چلی جانا۔" اس نے روحہ کے سر پر چپت لگائی۔

"تم جلدی جلدی یہ سب یاد کرو میں جب تک دیکھ کے آتی ہوں مشین میں کپڑے ڈالے تھے۔"

مشین آٹومیٹک تھی زیادہ جھمیلا تو ہوتا نہیں تھا وہ کپڑے گھر کے سارے خود ہی دھوتی تھی۔ کئی دنوں سے وہ گھر بھی نہیں گئی تھی حالانکہ سب سے ملنے کا کتنا دل کررہا تھا مگر گھر کی

مصروفیت کی وجہ سے جا نہیں سکی تھی' روحہ کے ایگزام بھی ہورہے تھے۔ اگر ذرا بھی بے پروائی برتی تو وہاج کو تو موقع ملنا تھا اسے سنانے کا وہ اپنی طرف سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

سارے کپڑے دھل گئے تھے اس نے پھیلا بھی دیئے تھے۔ چار بج گئے تھے رات کا کھانا بھی تیار کرنا تھا۔ بابا اپنے کمرے میں تھے۔ ان کے لیے پہلے چائے بنائی' روحہ کو چنگ جانے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔

''بھابی آج قیمہ آلو پکالیں۔''

''ٹھیک ہے دیکھتی ہوں۔'' وہ بولی' آج اس کی کمر میں بہت درد ہورہا تھا' دل کررہا تھا لیٹی رہے اور وہی ہوا' کچھ دیر ستانے کے لیے لیٹی تو اسے پتہ ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی۔ مغرب کی اذان ہورہی تھی جب آنکھ کھلی' دیکھا تو وہاج بھی ساتھ ہی لیٹا تھا۔

''اوہ اتنی دیر ہوگئی۔'' وہ ہڑبڑا کے اٹھی۔

وہاج کی تنقیدی نگاہوں نے اس کا جائزہ لیا' ریڈ لان کے پرنٹڈ کپڑوں میں جانے کیوں آج وہ اتنی مرجھائی مرجھائی لگ رہی تھی۔ سر چکرا رہا تھا۔ جیسے ہی کھڑی ہوئی چکر سا آ گیا' فوراً ہی بیٹھ گئی۔

''آرام کرو تم کیونکہ سارا کام تو ہو ہی گیا ہے۔'' اس نے طنز کیا۔

''کام.....'' وہ جیسے سمجھی نہیں۔

''بابا نے رات کا سالن پکالیا ہے اور روٹیاں بھی وہ خود ہی باہر سے لے آئے ہیں۔'' وہ تیزی سے کمرے سے نکل گئی بابا واقعی کچن میں ہی تھے۔

''بابا آپ نے کیوں پکایا میں آرہی تھی کپڑے دھونے کے بعد میری آنکھ لگ گئی تھی۔'' وہ شرمندہ ہورہی تھی۔

''بیٹا کوئی بات نہیں' آج میرا خود دل چاہ رہا تھا پکانے کا۔'' وہ سنک میں پڑے برتن دھونے لگے۔

''بیٹے مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا آپ اٹھا دیتے۔''

''تم خود دھیان رکھتی ایسے کیسے بے وقت سوگئیں۔'' وہاج کو تو موقع مل گیا اسے سنانے کا۔

''آج پہلی بار ایسا ہوا ہے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''آج پہلی بار پھر دوسری بار لگتا ہے گھر کے کاموں کی تمہیں عادت نہیں ہے۔''

''وہاج کیا بدتمیزی ہے یہ بھی انسان ہے پورا دن لگی رہتی ہے اگر کچھ دیر سوگئی تو کیا ہوگیا۔'' بابا نے اسے ڈانٹا۔ طائشہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے لیکن وہ برتن دھوتی رہی۔

''مجھے اچھا نہیں لگا آپ کچن میں لگے ہوئے تھے یہ ان کی ذمے داری ہے۔''

''یہ کوئی نوکرانی بن کے نہیں آئی ہے اس کا گھر ہے کبھی دیر سویر میں کام کرلیا تو کوئی قیامت نہیں آ گئی اور میں نے آج پہلی دفعہ تو کھانا نہیں پکایا تھا اکثر پکا ہی لیتا تھا۔''

''بابا وہ پہلے کی بات تھی۔'' وہ چیخا۔

''آپ نے میری شادی اسی وجہ سے کروائی تھی۔''

''آپ کو نوکرانی چاہیے تھی؟'' طائشہ نے یک دم ہی رخ پھیر کے پوچھا۔

''بیٹا ایسی بات نہیں ہے تم میری بیٹی ہو۔'' بابا تو گڑبڑا ہی گئے۔

''بابا میں نے اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھا ہے اور ہر کام خوشی سے دل سے کرتی ہوں مگر جانے کیوں انہیں مجھ سے ہر وقت شکایت رہتی ہے' ہر وقت ہی روڈ لہجے میں بات کرتے ہیں' میرا اتنا بڑا گناہ ہے کہ میں رسالوں اور ڈراموں کی دنیا میں رہتی تھی۔ وہ سب تو میں کب کا چھوڑ چکی ہوں' ضروری ہے کہ ہر وقت مجھے اسی کا بات کا طعنہ دیا جائے' میری کوئی اہمیت اور عزت نہیں۔'' وہ تو روہانسی ہوگئی۔ وہاج شرمندہ اور جزبز ہوگیا وہ جو کچھ کہہ رہی تھی سچ ہی کہہ رہی تھی۔

''میری امی اور بھابی نے مجھے ہر کام سکھایا ہے۔ میں نے ہر کام ٹھیک طرح سے کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ پھر بھی خوش نہیں ہوتے ٹھیک ہے جب میں ان کے معیار پر نہیں اترتی تو آپ کو یہ شادی ہی نہیں کرنی چاہیے تھی ختم کریں اس رشتے کو۔'' وہ یہ کہہ کر کچن سے نکل گئی' دل تو ٹوٹ ہی گیا تھا۔ وہاج کو خوش کرنے کے لیے کیا کیا نہیں کیا مگر وہ ہر وقت ہی اسے ناگواری اور تنقیدی نگاہوں سے دیکھتا رہتا تھا۔

وہ روحہ کے روم میں آ گئی تھی اس میں ہمت نہیں تھی وہاج کا مزید سامنا کرنے کی۔ وہاج اور بابا تو ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔ بابا کو یقین نہیں آرہا تھا طائشہ اتنی دکھی ہوسکتی ہے۔

''دیکھا ناراض کردیا اور تم اسے طعنے دیتے ہو ارے ساری لڑکیاں شادی سے پہلے یہ سب شوق رکھتی ہیں' تمہاری بہن کو

شوق نہیں ہے کیا ٹی وی ڈراموں کا سوچو۔" بابا سے شرمندہ کرنے لگے۔

وہاج لب کچلنے لگا طائشہ تو ایک دم ہی رشتہ ختم کرنے کی بات کرگئی تھی اور آمنہ پھوپو کو پتہ چلے گا تو کیا ہوگا اور پھوپا جان کو علم ہوگا تو کتنی سبکی اور شرمندگی ہوگی وہ طائشہ کو طعنے دیتا ہے جانے کیوں وہ اتنا روکھا اور سرد مہر ہوگیا تھا ہر وقت ہی جھنجلایا اور بےزار رہتا تھا۔ جبکہ اس کے آنے سے تو گھر گھر لگنے لگا تھا ان دو مہینوں میں تو اس نے سب کچھ بہت سمجھداری سے کیا تھا' اس کے دوستوں کی دعوت میں اس نے سب کچھ ہی خود پکایا تھا سارے دوست تعریف کررہے تھے۔

"یار وہاج تم تو خوش نصیب ہو جو اتنی سگھڑ بیوی ملی کتنے مزیدار کھانے پکائی ہیں۔" عرفان نے کھلے دل سے سراہا تھا۔

اس وقت اسے کتنی خوشی ہوئی تھی طائشہ نے مہمان داری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی سب کچھ ہی سلیقے طریقے سے کیا تھا۔

"جاؤ جاکے دیکھو وہ رو رہی ہوگی۔" بابا کی آواز پر وہ چونکا۔

"وہاج میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں اگر تم نے مزید حماقت کی تو اچھا نہیں ہوگا۔" سلطان احمد کو غصہ آ گیا تھا۔

طائشہ روم میں نہیں تھی اس نے دوسرے کمروں میں دیکھا وہ روحہ کے روم میں مل گئی وہ رو رہی تھی۔

"ادھر کیا کررہی ہو۔" وہ تیز لہجے میں بولا۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اور مجھے یہاں رہنا بھی نہیں ہے کسی اپنے مطلب کی لڑکی سے شادی کریں اور میرا پیچھا چھوڑ دیں۔" وہ اپنی اتنی تضحیک برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

"سوچ لو تم کیا کہہ رہی ہو اور پھر مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے یہ سب تم پر رسالوں اور ڈراموں کا ہی اثر ہے جو ایسے ڈائیلاگ بول رہی ہو اور جانتی ہو اس کے نتائج کیا ہوسکتے ہیں۔"

"آپ مجھے ڈرائے نہیں اور میں ڈر بھی نہیں رہی' آپ سے صاف کہہ رہی ہوں رشتہ ختم کریں۔" وہاج کی بات پر وہ اور ہی بھنا گئی۔

"تمہارا تو دماغ خراب ہوگیا ہے۔"

"ہاں ٹھیک کہا میرا دماغ خراب ہوگیا ہے جو میں یہاں رہ رہی تھی صرف آپ کے لیے مگر آپ کو تو میرا احساس ہی نہیں۔" وہ اسے دیکھنے سے گریز کررہی تھی۔

"کیسا احساس چاہتی ہو۔" وہ اس کی باتوں کا مفہوم سمجھتا تھا معنی خیزی سے پوچھا۔

"احساس کے لیے احساس کا ہونا ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے جو چاہتی ہو وہ ہی سہی۔" وہ پھر بولا۔ طائشہ نے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اپنا چہرہ اس نے دوسری طرف گھما لیا۔

"روم میں آ جاؤ جو احساس چاہتی ہو کرا دیتا ہوں۔" وہ بات کو گھمانے لگا کیونکہ ڈر بھی تھا اگر یہ چلی گئی تو بابا اور پھوپو تو اسے چھوڑیں گے نہیں اور اسے کسی طرح بھی اسے روکنا تھا طائشہ زچ ہوگئی تھی اٹھی اور باہر نکل گئی۔

digest-library.com

دوسرے دن اسے واقعی بخار ہوگیا اور اس نے گھر جانے کی ضد لگادی مجبوراً وہاج کو چھوڑ کے آنا پڑا مگر اس نے وہاج سے مکمل ناراضگی اور خفگی رکھی ہوئی تھی۔

"بیماری کے بہانے ہی تم آئی تو یہاں رکنے۔" شبنم بھابی اس کے آنے سے بہت خوش تھیں۔

"بھابی مجھے یہ وہاج احمد ذرا سمجھ نہیں آیا۔" وہ ایک دم ہی بولی۔

"سارے ہی مرد سمجھ نہیں آتے تمہارے بھائی جان بھی مجھے سمجھ نہیں آتے تھے پھر آہستہ آہستہ سمجھ آ گئے جب صبور اس دنیا میں آیا۔" انہوں نے معنی خیزی سے اسے چھیڑا۔

"بھابی کیا ہے۔" وہ جھینپ گئی۔

"دیکھو تم وہاج کو اتنا سیریس نہیں لو ٹھیک ہوجائے گا اور دیکھنا تم یہاں رہو گی تو خود ہی دوڑا دوڑا تمہیں لینے آ جائے گا۔" وہ بولیں۔

"پتہ نہیں۔" وہ حسرت بھری آہ بھر کے رہ گئی۔

"زیادہ اداسی کا بھوت نہیں سوار کرو تم آئی ہو تو کچھ دن تو رک کے جاؤ گی' ہم لوگ شاپنگ کرلیں گے عید کی اور رمضان کی' مجھے لان وغیرہ کے سوٹ لینے ہیں۔"

"ہاں لینے تو مجھے بھی ہیں۔" طائشہ کب سے سوچ رہی تھی بازار جانے کا مگر اسے وقت ہی نہیں مل رہا تھا۔ ایک دو دن میں اس کا بخار تو ٹھیک ہوگیا روحہ کے ایگزام ختم ہوگئے تھے وہ بھی یہیں آ گئی تھی' اس نے پھر شبنم بھابی کے ساتھ جاکے اپنے لیے اور روحہ کے لیے کپڑے لیے عید کے لیے بھی ابھی نے لیے پیسے تو اس کے پاس تھے ہی۔

"بھابی ایسے شاپنگ تو میرے بابا اور بھائی جان نے

بھی نہیں کرائی جو آپ اور پھوپو نے کروائی ہے۔" روحہ خوش ہورہی تھی۔

"روحہ تمہارا سوٹ بہت خوب صورت ہے۔" نمرہ کو اس کے کپڑے بہت پسند آئے تھے۔

"میں نے فراز کے لئے بھی قمیص شلوار سمپل سا لیا ہے۔" طائشہ نے بتایا۔

"اور بابا اور بھائی سے آپ کی دشمنی ہے۔"

"بابا کے قمیص شلوار کا کپڑا لیا ہے اور تمہارے بھائی جان کے لیے میں نے خود جان کے نہیں لیا پسند ہی نہیں آئے گا۔" طائشہ نے بتایا۔

"ٹھیک ہے وہ ویسے بھی ہر چیز میں نقص نکالتے ہیں۔" روحہ وہاج کی عادت کو اچھی طرح جانتی تھی۔

"چلو بھئی سامان سمیٹو کھانا لگ گیا ہے آجاؤ طائشہ وہاج بھی آیا ہے۔" شبنم بھابی نے بتایا۔

"یہ کیوں آگئے۔" وہ منہ بنا کے سوچنے لگی۔ اس نے سارے شاپرز سائیڈ پر رکھے اور خود باہر آگئی۔ وہاج کو اس نے جان کے اگنور کیا۔

روحہ نمرہ کے ساتھ لگی ہوئی تھی' کھانا لگ چکا تھا۔ معیز صاحب اور منیب اور مہب بھی وہاج کو خاص اہمیت دے رہے تھے جبکہ اس نے کھانے کے وقت کسی بھی چیز کا اس سے نہیں پوچھا تھا' وہاج اس کی ناراضگی سمجھ رہا تھا۔

"ابو بلا رہے ہیں۔" وہاج نے موقع دیکھ کے اسے مخاطب کیا وہ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"ابو سے کہیں وہ کسی دوسری بہو کا انتظام کرلیں کیونکہ ان کے بیٹے کے معیار پر میں پوری نہیں اتر رہی۔" اس نے طنز و ناگواری سے کہا۔

"دیکھو یہاں تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں۔" وہ دبی دبی آواز میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

"میں کوئی تماشہ نہیں لگارہی۔" وہ کھڑی ہوگئی۔ شبنم بھابی اتنے میں کولڈ ڈرنک لے آئیں تو وہ دونوں ہی خاموش ہوگئے۔

"اتنی آہستگی اور سرگوشیوں میں کیا باتیں ہورہی تھیں۔" بھابی نے معنی خیزی سے مسکرا کے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں۔" طائشہ جھینپ کے بولی اور جھٹ ٹرے سے گلاس اٹھا کے وہاج کو تھمایا۔

"تم نہیں پیو گی۔"

"نہیں بھابی میرا دل نہیں کررہا' آپ روحہ کو ضرور دے دیجئے گا۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں تمہاری نند کو میں بھول سکتی ہوں۔" شبنم بھابی مسکراتی ہوئی بولیں۔ وہاج کولڈ ڈرنک کے سپ لینے لگا وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی رہی۔

"ایک ہفتے سے اوپر ہوگیا ہے تم یہاں آکے بیٹھی ہو بابا کی فکر ہے۔"

"مجھے سب کی فکر ہے آپ کو جب میری فکر اور ضرورت نہیں تو مجھے کیا پڑی ہے اس رشتے کو آگے لے کے چلنے کی۔ ساری زندگی آپ کے طعنے سنتی رہوں۔" وہ مکمل اس سے بائیکاٹ کیے ہوئے تھی اس نے تہیہ کرلیا تھا وہاج سے اپنے لیے اقرار کروا کے رہے گی وہ اس کے لیے اہمیت رکھتی ہے یا نہیں وہ اتنے کھردرے لہجے اور شخصیت کا تھا طائشہ چاہتی تھی اس کی شخصیت میں بھی رنگ آئیں مگر وہ اپنے دائرے سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔

"دیکھو بابا چاہتے ہیں تم رمضان سے پہلے گھر آجاؤ۔"

"بابا چاہتے ہیں آپ تو نہیں چاہتے مجھے نہیں آنا۔" وہ بھی ڈٹی ہوئی تھی۔

"کیوں آؤ گی تمہیں یہاں رسالے ڈرامے جو دیکھنے کو مل رہے ہوں گے۔" اس نے پھر طنز کیا۔

طائشہ تو سلگ کے ہی رہ گئی۔ وہ دکھ سے اسے دیکھنے لگی جو اپنی عادت سے باز نہیں آرہا تھا وہ تنک کے اٹھ کے چلی گئی' وہاج اسے پکارتا ہی رہ گیا وہ یہ جا وہ جا ہوگئی تھی۔

◉......◯......◉

ایسے گئے ہوئے بیس دن ہوگئے تھے گھر کی حالت ہی بدل گئی تھی اور خود وہاج کی بھی ہر چیز وہ اس کی سامنے تیار رکھتی تھی۔ کسی بھی چیز کا اسے کہنا نہیں پڑتا تھا۔ اس کے کپڑے سے لے کے کھانا پینا تک بے ترتیب ہوگیا تھا اس نے ان تین مہینوں میں ان سب کو اپنی عادت ایسی ڈال دی تھی کہ کسی کا کچھ خود سے کرنے کا دل ہی نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ اس کی شادی سے پہلے بھی یہ گھر چل رہا تھا مگر اب وہ سب ہو ہی نہیں رہا تھا بابا کچن میں کھانا پکاتے نظر آتے تھے۔ آمنہ بھی دو تین بار آچکی تھیں مگر بابا نے انہیں اصل بات سے آگاہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کی باتوں سے اندازہ ہوا تھا طائشہ نے ایسا کچھ وہاں کہا ہے۔

"تمہاری حرکتوں کی وجہ سے وہ نہیں آرہی...... میں خود

جا کے لاؤں گا۔" سلطان احمد کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا ان کی بہو روٹھ کے میکے جا بیٹھی ہے۔

"میں نے ایسا کیا کر دیا۔ لینے گیا تو تھا خود نہیں آئی بابا اسے آنا ہی نہیں ہے۔" وہ بھی کھسیایا ہوا بے زار تھا۔

"وہ آئے گی نہیں تو ہم کیا اسے وہیں چھوڑ دیں گے۔" وہ اسے سخت سست سنا رہے تھے۔

وہاج بدمزا سا ہو گیا تھا۔ وہ دل میں اسے جگہ دے چکا تھا وہ اس کے دل میں اتر گئی تھی ساتھ رہتے رہتے وہ اس کی خوشبو کا اس کے وجود کا عادی ہو گیا تھا۔ ایسے کیسے وہ اتنی جلدی اس کا عادی ہو سکتا ہے اس لڑکی کو وہ سخت ناپسند کرتا تھا وہ یوں اچانک سے اتنی قریب ہو گئی تھی اور اقرار کرتے ہوئے اسے اتنی جھجک اور عار کیوں محسوس ہو رہی تھی شاید اسی وجہ سے وہ اتنا جھنجلایا اور بے زار رہنے لگا تھا اس طرح تو وہ شادی سے پہلے بھی نہیں تھا۔

"میں خود جاؤں گا تم تو بیوقوفی کرتے رہنا۔" وہ سمجھ گئے تھے وہاج اپنی انا کی وجہ سے طائشہ کے آگے جھکنے کو تیار نہیں ہے اور وہ اس کی اس بے وقوفی میں ان دونوں کا رشتہ توڑنا نہیں چاہتے تھے۔

"بابا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ اکڑ دکھا رہی ہے۔"

"اکڑ تو تم بھی دکھاتے ہو تمہاری بیوی ہے کچھ تو اثرات تمہارے اس پر پڑے ہی ہوں گے۔" وہاج جز بز ہو کے پہلو بدل کے رہ گیا کہہ تو بابا بالکل ٹھیک ہی رہے تھے بابا کو کچھ زیادہ ہی جلدی تھی وہ تیار ہو کے آ گئے تھے۔

"میں چلوں۔" اس نے جھٹ اپنی خدمات پیش کی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے میں فراز کو لے کے جا رہا ہوں۔ گاڑی کی چابی دو۔" وہ خاصے سنجیدہ اور فکر مند لگ رہے تھے۔

"گاڑی دھیان سے چلانا۔" وہاج نے چابی اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

"روحہ کو تو لے آیئے گا وہ بھی وہیں جا کے جم گئی ہے۔"

"ہاں لے آئیں گے۔" بابا نے اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھا۔ وہ بھی خوب سمجھ رہے تھے طائشہ کی وجہ سے وہ خود بھی بہت پریشان ہے مگر اپنی پریشانی کہنا اس کی انا کے خلاف تھا۔

"عجیب لڑکی ہے اتنے سے عرصے میں سب کو اپنا عادی بنا لیا اور تو اور میری بہن کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا۔" وہ ٹانگیں پھیلا کے صوفے پر بیٹھ گیا ٹی وی اس نے آن کر لیا تھا۔ وہ بے چین تھا دل اندر ہی اندر دعا کر رہا تھا کہ وہ آ جائے۔

ٹی وی دیکھتے دیکھتے اسے گیارہ بج گئے تھے اسے اکتاہٹ ہوئی ٹی وی آف کیا اور کچن میں کھانے کی تلاش میں آیا وہاں گندے برتنوں کا جم غفیر تھا وہاں کا پھیلاوا دیکھ کے کوفت ہونے لگی اسی دوران ڈور بیل ہوئی دل کو خوشی کا احساس ہوا شاید وہ ساتھ آ گئی ہو وہ تیزی سے باہر نکلا پورچ میں آیا گیٹ کھولا تو ان سب کے ساتھ وہ بھی کھڑی دکھائی دی۔

"تھینک گاڈ آپ لوگ آ گئے۔"

"ہم یا بھابی۔" روحہ نے ہنس کے اسے چھیڑا فراز نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی۔ طائشہ پیرٹ گرین کپڑوں میں اسے خفگی دکھاتی اندر چلی گئی تھی۔

"کوئی فضول بات اس سے نہیں کرنا صرف میرے کہنے پر آئی ہے، شکر کرو تمہیں بیوی اچھی ملی ہے بڑوں کی عزت وقدر تو کرتی ہے اس نے میری بات رکھی ہے جو آ گئی وہاں کسی کو نہیں پتہ تھا تم نے کیا حرکتیں کی ہیں۔ میں نے آمنہ کو تمہاری کارگزاریاں بتا دی ہیں وہ آئے گی تمہاری خبر لینے۔" بابا نے اسے اچھی طرح سنانے کے بعد آخری بات یہ بتائی۔

"پھوپو کو کیوں بتا دیا۔" اسے ڈر بھی ہوا کیونکہ پھوپو تو اس کی خبر اچھی طرح لیں گی۔

"جاؤ اور آرام کرو۔" انہوں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہا۔

طائشہ کپڑے چینج کر کے کچن میں چلی گئی تھی وہاں سے اسے برتنوں کی آوازیں آنے لگیں۔

"بیٹا صبح ماسی آئے گی اس سے دھلوا لینا۔" بابا شرمندہ بھی ہو رہے تھے کچن میں اتنا کچھ جو پھیلایا ہوا تھا۔

"بابا میں ابھی خود دھولوں گی آپ پریشان نہیں ہوں۔" اس نے مسکرا کے انہیں مطمئن کیا۔ وہاج کی ہمت نہیں ہو رہی تھی آگے سے وہ کچھ بولے وہ سیدھا اپنے بیڈروم میں آ گیا۔

digestlibrary.com

وہ آ تو گئی تھی مگر وہاج سے کام کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتی تھی اس کی ہر ضرورت کا خیال بھی رکھ رہی تھی۔ اس نے بکھرا ہوا روم اور پورا گھر ایک دن میں سیٹ لیا تھا میلے کپڑوں کا بھی ڈھیر لگ گیا تھا وہ بھی اس نے ایک دن میں ہی دھو کے نمٹائے ماسی سے پورا پورچ دھلوایا...... دن تھے کہ پر لگا کے اڑ رہے تھے اس نے بابا کے اور وہاج کے کپڑے ٹیلر کو سلنے دے دیئے تھے وہ بھی منیب کے ذریعے یہ کام اس نے انجام دیا تھا۔ اسے پتہ چلا تھا

وہ دہی بڑے بہت شوق سے کھاتا ہے اس نے پہلے سے ماش کی دال کے دہی بڑے بنا کے فریز کردیئے تھے بس گرم پانی میں ڈال کے نرم کرنے تھے وقت پر پھر دہی میں ڈال دیئے جانے تھے یہ بھی اس نے شبنم بھابی اور امی سے سیکھے تھے امی نے ہمیشہ اسے یہی نصیحت کی تھی ہر کام کو پہلے سے کرلو تو وقت پر پریشانی نہیں ہوتی۔

"بیٹا تم پورا دن لگی رہتی ہو کچھ آرام بھی کرلیا کرو۔" سلطان احمد کو یہ خوشی تھی اس نے ان کا مان رکھا تھا پھر سے اس نے خود کو اس گھر میں ایڈجسٹ کرلیا تھا۔

"بابا آپ جانتے ہی ہیں روزے کیسے گزر رہے ہیں پتہ ہی نہیں چل رہا۔"

"بیٹا آپ کو پتہ نہیں چل رہا اور نہ گرمی تم دیکھ ہی رہی ہو۔ فراز تو کالج سے آکے لمبا لیٹ جاتا ہے وہ تو اس دفعہ رمضان جون میں آئے ہیں تو فراز اور روحہ کو آرام مل گیا ہے۔" وہ اسے عشاء کی نماز پڑھ کے اندر جاتے ہوئے روک کے بولے۔

"اچھا بیٹا آرام سے سو کے اٹھتے ہیں۔" وہ مسکرائی۔

"بابا آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں میں قرآن پاک پڑھنے بیٹھ رہی ہوں۔"

"نہیں بیٹا آپ پڑھو میں سونے جارہا ہوں۔ سحری میں اٹھادینا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے بولے۔

"جی اچھا۔" وہ روم میں آگئی' وہاج لیپ ٹاپ سینے پر رکھے نیم دراز اپنے کام میں مصروف تھا' نماز تراویح پڑھ کے وہ اپنے آفس کا کام لے کے بیٹھ جاتا تھا۔ وہ قرآن پاک پڑھنے بیٹھ گئی۔ وہاج کی نگاہ بار بار اٹھ رہی تھی' بلیو لان کے پرنٹڈ کپڑوں میں وہ پاکیزگی لیے پڑھ رہی تھی' طائشہ کے چہرے پر مکاری اور بناوٹ نہیں تھی وہ بہت سادہ تھی وہاج نے اندازہ کرلیا تھا وہ اس گھر کے ہر فرد کو دل وجان سے چاہتی تھی اور اس سے ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرتی تھی جب سے اپنے گھر سے واپس آئی تھی طائشہ کے انداز میں اور زیادہ ٹھہراؤ آ گیا تھا وہ اس سے بلاوجہ کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ آدھے گھنٹے پڑھنے کے بعد اس نے قرآن پاک رکھ دیا۔ وہاج بھی اپنے کام سے فارغ ہوگیا تھا وہ ایزی سے بلیو قمیص شلوار میں ملبوس تھکا تھکا سیدھا لیٹا ہوا تھا۔

"سنو اگر اعتراض نہیں ہو یا تکلیف نہ ہو تو چائے بنا کے پلا سکتی ہو۔" طائشہ لیٹ چکی تھی اس نے رخ موڑ کے اسے دیکھا جو اس کی جانب مکمل متوجہ تھا۔

"آپ کو سحری میں بھی اٹھنا ہے چائے دو دفعہ آپ پہلے ہی پی چکے ہیں اس لیے مزید نہیں پئیں تو بہتر ہے۔"

"صاف کہو تم میرا کام کرنا نہیں چاہتیں۔" وہ اسے جوش دلانے لگا۔

"یہی سمجھ لیں۔" وہ کروٹ لے کے لیٹ گئی۔ وہاج حیران رہ گیا وہ اسے ایسے کیسے جواب دے سکتی ہے۔

"زیادہ چائے دماغ خشک کرتی ہے میں صرف اس لیے منع کررہی ہوں ورنہ مجھے اعتراض نہیں۔" وہ ایک دم ہی اٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں چائے اس کے لیے بنا کے لے آئی تھی۔

"میرا اب موڈ نہیں ہے۔" وہ بھی سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں اور کتنے امتحان لیں گے کتنا زچ کریں گے۔" وہ تو زچ ہوگئی وہاج لگتا تھا اسے جان بوجھ کے تنگ کررہا تھا۔ وہ رخ موڑے مسکرا رہا تھا واقعی وہ اسے تنگ کررہا تھا۔

"میں جو چاہتا ہوں تم سمجھ ہی نہیں رہی ہو۔"

"بتایئے تاکہ میں سمجھ جاؤں۔" ایک تو اتنی تھکن ہورہی تھی اوپر سے وہاج کے نخرے اور تیور اسے سلگانے کے لیے کافی تھے۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں آپ سے بحث کروں چائے رکھی ہے پینی ہو تو پی لیجیے گا ورنہ پڑی رہنے دیجیے گا۔" وہ لائٹ آف کرکے تن فن کرتی لیٹ گئی۔

وہاج اس کی جانب رخ کرکے لیٹ گیا طائشہ نے نیلگوں روشنی میں اس کا چہرہ دیکھا تو کروٹ ہی بدل لی۔

"اگر شکل بری لگ رہی ہے تو کمرے سے چلا جاتا ہوں۔"

"شکل تو آپ کو میری بری لگتی ہے۔" وہ بھی ترکی بہ ترکی بولی۔

"پتہ نہیں کتنی بے عزتی کریں گے۔" وہ بڑبڑا کے رہ گئی اور دانت پیسے۔ وہاج نے اسے تپانے کا ارادہ ملتوی کردیا کیونکہ اگر بات مزید بگڑ گئی تو لینے کے دینے پڑجائیں گے بابا اور آمنہ پھوپو کی وارننگ تھی اپنے ازدواجی تعلقات سدھار لو ورنہ بہت برا ہوگا وہ سوچ رہا تھا کیسے وہ طائشہ سے بات کرے۔

پندرہ روزے ایسے گزرے کہ پتہ نہیں چلے اس کے گھر

digest library.com❤❤

سے شبنم بھابی مہب بھائی عیدی لے کے آئے تھے وہاج اور اس کے کپڑے تھے روحہ کا بھی سوٹ تھا۔ بابا کو پھر خیال آیا کہ اس کی بھی تو پہلی عید ہے یہاں اس کی عید کی تیاری تو ابھی تک ہوئی نہیں تھی۔

"بھابی آج بازار چلیں گے بابا نے پیسے دیئے ہیں۔" روحہ نے اسے بتایا۔

"بابا نے کیوں دیئے اپنے بھائی جان سے مانگتی نا۔" طائشہ افطار کے بعد چائے بنا کے سب کے لیے لے آئی تھی۔

"بیٹا یہ مجھ سے الگ لیتی ہے اور وہاج سے الگ تم دونوں ایسا کرو وہاج کے ساتھ چلی جاؤ شاپنگ کرآؤ۔"

"بابا میں بازار بالکل نہیں جاؤں گا۔" وہاج نے سنا تو اس نے منہ بنا کے صاف انکار کر دیا۔

"کیوں بھئی کیوں بازار نہیں جاؤ گے ابھی تک وہی روکھے پھیکے ہو۔" آمنہ پھوپو اپنے تینوں بچوں سمیت آئی تھیں سب ہی انہیں دیکھ کر خوش ہو گئے تھے مگر وہاج مودب بن کے بیٹھ گیا تھا کیونکہ وہ اسے ڈانٹ پھٹکار کے بغیر رہیں گی نہیں۔

"چائے میں چینی تو ڈال دیا کرو۔" وہ چیخ کے بولا۔ طائشہ خفیف سی ہو گئی چینی اچھی خاصی زیادہ ہی ڈالی تھی مگر وہاج کو زیادہ میٹھا پینے کی عادت تھی۔

"وہاج بیٹا آرام سے بیوی ہے یہ تمہاری کوئی ملازمہ نہیں۔" آمنہ کو ناگوار گزرا تو وہ اسے ٹوکے بنا نہیں رہ سکی تھیں۔

"پھوپو آپ بازار چلیں گی بھائی تو منع کر رہی ہیں۔" روحہ نے ماحول کی تلخی اپنی آواز سے ہی دور کی۔

"وہاج تم نے ابھی تک طائشہ کو عید کی شاپنگ بھی نہیں کروائی۔"

"پھوپو آپ آ تو گئی ہیں آپ ہی یہ کام سرانجام دے لیں۔ میرا موڈ نہیں ہے جانے کا۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"چچی جان میں نے پہلے ہی شبنم بھابی کے ساتھ شاپنگ کرلی تھی مجھے ضرورت بھی نہیں ہے آپ روحہ کو کروا دیں۔ بابا سے اس نے پیسے لیے ہیں جبکہ میں نے اس کی بھی عید کی پہلے سے تیاری کرلی ہے۔" طائشہ نے تفصیل سے وضاحت کے ساتھ بتایا۔ وہاج نے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا جو واقعی حد سے زیادہ ہی سنجیدہ ہوتی جا رہی تھی۔

"بیٹا یہ شادی کے بعد کی عید کی شاپنگ کا الگ ہی مزا ہوتا ہے۔"

"مزا..... اگر مزے میں زندگی ہو تو جب ہی دوبالا بھی ہوتا ہے مجھے ویسے بھی کام ہے آپ یہ بتایئے کھانا ابھی لگا دوں یا بعد میں۔" اس نے پھر موضوع ہی بدل دیا۔ سلطان احمد کو وہاج کا رویہ اچھا نہیں لگا جو طائشہ کے ساتھ اب بھی تلخ اور ترش تھا۔

"بیٹا ہم افطاری ٹھیک ٹھاک کر کے آئے ہیں کھانے کی گنجائش نہیں البتہ اسفر اور سمیر سے پوچھ لینا یہ شاید کھائیں۔" انہوں نے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ خالی کپ اٹھا کے کچن میں چلی گئی۔ آمنہ روحہ اور نمرہ کو لے کے بازار چلی گئی تھیں تینوں لڑکوں میں سے اسفر کو وہ زبردستی ساتھ لے کے گئی تھیں۔ وہاج تو روزہ افطار کرنے کے بعد بستر پر ہی ڈھے جاتا تھا۔

طائشہ کام سے فارغ ہوئی تو سارہ کی کال آ گئی۔ وہ روم میں آ گئی تھی وہاج پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا اس نے اپنے سیل کو اٹھایا اور کان سے لگایا۔

"کہاں رہتی ہو۔" سارہ نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"کہاں ہوں گی اپنے سسرال میں۔" وہ بولی۔

"وہاج بھائی کے ساتھ عید کی رومینٹک شاپنگ کی۔"

"یہ رومینٹک باتیں اور رومینس شادی کے بعد کچھ نہیں ہوتا اور مجھے سمجھ بھی آ گیا ہے صرف رسالوں اور فلموں کی حد تک ہوتا ہے ورنہ پریکٹیکل لائف میں اس کی کوئی جگہ نہیں۔" لہجہ میں اس کے اداسی و حسرت تھی۔

وہاج واش روم سے نکل کے باہر آ گیا تھا طائشہ کی پشت تھی اسے وہاج کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا۔

"یہ تم کہہ رہی ہو جو مجھے دیکھ دیکھ کے رشک کرتی تھیں۔" سارہ کو اس کی باتوں پر حیرانگی کا جھٹکا لگا۔

"تمہارے ساتھ بھی یہی ہوگا فرحان بھائی ابھی تم سے رومینس جھاڑتے ہیں شادی کے بعد صرف ڈانٹ ڈپٹ سننا کیونکہ پیار و محبت رومینس شادی کے بعد کچھ نہیں ہوتا میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں اور میں اب عادی بھی ہو گئی وہاج سنجیدہ ہیں یہ ان کا مزاج اور عادت ہے جو میں نے قبول کر لیا ہے اس لیے کوشش کرتی ہوں میں بھی اپنے مزاج میں سنجیدگی اور بردباری رکھوں اور کوشش میں کامیاب بھی ہوں۔" وہ بول رہی تھی مگر وہاج کو لگ رہا تھا وہ رو رہی ہے اسے دکھ ہی ملا تھا وہاج کے روکھے رویے سے۔

"طائشہ یہ تو ہی ہے نا۔" سارہ کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تمہاری ڈیٹ کب کی فکس ہوئی ہے۔" طائشہ نے آنکھوں کی نمی ہتھیلیوں سے صاف کی۔

"عید کے دوسرے دن میں مایوں بیٹھوں گی۔" اس نے بتایا۔

وہاج وہاں سے خاموشی سے نکل کے باہر آ گیا اسے آج احساس ہو گیا تھا طائشہ نے خود کو یہاں آ کے اس کے مزاج میں بدل لیا تھا جو چاہتا تھا وہ وہی کر رہی تھی مگر اس نے تو طائشہ کو کوئی خوشی نہیں دی صرف طعنے دیئے تھے۔

اس کا پروموشن ہو گیا تھا وہ کتنا خوش تھا جلد ہی آفس سے نکل آیا تھا' رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا بازاروں میں گہما گہمی بڑھ گئی تھی اس نے بڑی مشکل سے طائشہ کے لیے ایک سوٹ خریدا اور کچھ کپڑے روحہ فراز اور بابا کے لیے بھی لیے تھے پہلی دفعہ اس نے خود سے کوئی شاپنگ کی تھی گھر آتے ہوئے جھجک بھی رہا تھا۔ آمنہ پھوپو کی زبردست ڈانٹ اور کچھ طائشہ کی شخصیت کا اثر تھا اس میں حیران کن تبدیلی آ گئی تھی۔

"بھائی جان واؤ سوٹ تو آپ بڑا زبردست لائے ہیں۔" روحہ اپنا اسٹائلش سا پنک سوٹ دیکھ کر حیرت وانبساط میں مبتلا ہو کے بولی۔

"شکر ہے پسند آ گیا۔" اس نے تشکر بھرا سانس لیا۔

"بھائی جان آپ کا پروموشن ہوا آپ خالی سوٹ پر نہیں ٹرخا سکتے کچھ رقم بھی خرچ کریں۔" فراز نے اپنے بھی کپڑے دیکھ کر کہا۔ طائشہ نے ایک دفعہ بھی ہاتھ لگا کے کچھ نہیں دیکھا تھا۔ سلطان احمد سمجھ رہے تھے وہ وہاج سے ہنوز ناراضگی اور لاتعلقی رکھے ہوئے ہے۔

"میری بہو کے لیے بھی کچھ لائے ہو یا نہیں۔"

"آپ کی بہو کو فرصت ہی نہیں کہ وہ آ کے دیکھ لے۔" اس نے طائشہ پر نگاہ ڈالی جو سیل پر میسج کرنے میں لگی ہوئی تھی یا پھر جان بوجھ کے خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

"بعد میں دیکھ لوں گی ابھی مجھے کام ہے۔"

"بھائی جان بھابی مکمل آپ کو اگنور کر رہی ہیں۔" فراز نے سرگوشی میں کہا۔

"ہاں یار۔" اسے خود پر ہی غصہ تھا اسی کی وجہ سے ہی وہ ایسا کر رہی تھی۔

"بیٹا تم اندر کمرے میں لے جاؤ یہ سب طائشہ خود دیکھ لے گی۔" بابا نے وہاج کے شانے پر تھپکی دی۔

"بھائی جان میرے شوز تو رہ ہی گئے۔" روحہ کو اپنے شوز کی فکر ہوئی۔

"لے لینا وہ بھی تم چھوڑو گی کب۔" اس نے سارے شاپرز اور ڈبے اٹھائے۔ وہ ہال میں ہی سب کچھ پھیلا کے بیٹھ گیا تھا۔

اندر آیا تو وہ کپڑے وارڈروب میں رکھ رہی تھی دھونے کے بعد کپڑوں کو ان کی جگہوں پر رکھنا بڑا مرحلہ ہوتا تھا۔ اس نے سارے شاپرز بیڈ پر ڈالے طائشہ نے نگاہ ترچھی کر کے دیکھا مگر خود کو کام میں منہمک ظاہر کیا۔

"لگتا ہے موصوف کے مزاج ٹھکانے آنے لگے ہیں۔" وہ سوچنے لگی۔

"میں بھی اتنی جلدی تو بخشوں گی نہیں بہت زچ کیا اور خوب میرا امتحان لیا ہے۔"

"تم نے چیزیں تو دیکھی ہی نہیں میں نے پہلی دفعہ لیڈیز شاپنگ کی ہے۔" وہ قدرے توقف کے بعد رک رک کے گویا ہوا۔

"آپ کا شکریہ جو آپ نے مجھے اس قابل جانا اور میرے لیے بھی اسپیشلی شاپنگ کی۔" وارڈروب بند کر کے اس نے گویا طنز کیا۔ وہاج جز بز ہو کے رہ گیا۔ بلیو ایمبر ائیڈی کپڑوں میں اس کی سرخ وسپید رنگت اور بھی دمک رہی تھی کومل نازک ہاتھوں میں کانچ کی اور سونے کی چوڑیاں جلترنگ مچا رہی تھیں وہ اپنی نگاہوں کو روک نہیں سکا۔

"دیکھ تو لو۔" وہ نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"بعد میں دیکھ لوں گی اور پھر گھر میں رہنے والی خواتین سادہ کپڑوں میں رہیں تو بہتر ہے ویسے بھی آپ کو سادہ مزاج پسند ہے اس لیے میں چاہتی ہوں ویسی ہی بنی رہوں۔" وہ دل کھول کے اس پر طنز کے تیر برسا رہی تھی۔

"میں عید کے لیے لایا ہوں میری پروموشن بھی ہوئی ہے۔"

"مبارک ہو شکریہ۔" وہ اسے دل کھول کے زچ کر رہی تھی۔ اسے پتہ تھا وہ بھڑ کے کا ضرور۔

"دیکھے بغیر۔" وہ ڈبہ کھول کے گرین ایمبر ائیڈی سوٹ اسے دکھانے لگا۔

طائشہ نے دیکھ تو لیا تھا وہ ہر چیز ہی اعلیٰ اور خوب صورت لایا تھا وہ جان بوجھ کے اس کی چیزوں کو اہمیت نہیں دے رہی تھی

تا کہ اسے اپنی غلطیوں کا احساس تو ہو۔

"آپ اپنے مزاج کے خلاف کیسے ہو گئے یہ تو رسالوں ڈراموں میں ہوتا ہے شوہر بیوی کے لیے چیزیں لاتا ہے۔" گویا اس نے پھر جتایا۔

"طائشہ بس کردو پلیز۔" وہ جیسے بیزار ہی ہو گیا تھا تھک گیا تھا وہ اپنی ایسی لائف سے وہ غلط تھا جو ایسی سوچ رکھتا تھا امی کے بعد سے تو اس نے ہنسنا بولنا جیسے اپنے اوپر حرام ہی کرلیا تھا مگر جب سے طائشہ آئی تھی اس نے اس کی سوچوں کو بدل دیا تھا۔ اسے زندگی اچھی لگنے لگی تھی کوئی تو تھا جو اس کی پروا کرتا تھا اس کا خیال رکھتا تھا۔

"مجھے آپ کی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے اور آپ ان فارمیلیٹز میں نہیں پڑیں میری شاپنگ عید کی پہلے ہی ہو گئی ہے۔" وہ بولی مگر اس کے چہرے پر افسردگی بھی تھی۔ "آپ کسی کے کہنے پر زبردستی وہ کام نہیں کریں جو آپ کا دل نہیں چاہتا۔"

"طائشہ ایسی بات نہیں ہے۔" وہ تو گڑبڑا ہی گیا کیونکہ وہ تو یہ سمجھ رہی تھی یہ سب کچھ وہ کسی کے کہنے پر کررہا ہے۔

"میں حقیقت پسند بن گئی ہوں زندگی میں پیار ومحبت کی کوئی اہمیت نہیں۔" اس نے ہکابکا وہاج کا چہرہ دیکھا۔

آخری عشرہ بھی تمام ہو گیا تھا۔ آخری روزہ تھا اس دفعہ پورے تیس روزے ہوئے تھے طائشہ نے گھر کی آرائش وغیرہ سب پہلے سے ہی کرلی تھی۔ امی کے گھر سے بھی سب ہو کے چلے گئے تھے سارہ کی کال آ گئی تھی اس نے خاص طور پر کہا تھا عید کے دوسرے دن سے ہی وہ رہنے کے لیے اس کے پاس آ جائے کیونکہ میکے میں اس کے بھی چند دن تھے۔

"بھابی کیا پکا رہی ہیں۔" فراز کچن میں آ گیا۔

"شیر خورمہ ابھی بنا کے رکھ رہی ہوں۔"

"واؤ اس دفعہ تو ہمارے گھر رمضان اور عید پر رونق ہی لگ گئی۔" فراز بہت خوش تھا۔

"ہوں یہ تو ہے۔" وہ جلدی جلدی کام نمٹانے میں لگی ہوئی تھی۔

"تم ایسا کرو روحہ کو بھیجو مجھے کچھ کام ہے۔" اتنے میں وہاج بھی کچن میں آ گیا۔ شیر خورمے کی خوشبو آ رہی تھی اس دفعہ تو گھر میں رونق کتنی اچھی لگ رہی تھی۔ ورنہ ہر دفعہ کی عید تو خاموشی سے گزر جاتی تھی۔ روحہ پھوپو کی طرف چلی جاتی تھی گھر میں اور سناٹا ہو جاتا تھا۔

"سارے کام ابھی ہی کرنے میں لگی ہو۔"

"جی یہی تو اب میرا کام ہے۔" وہ برنر بند کر کے کیبنٹ

فاطمہ رشید

السلام علیکم آنچل کے تمام قارئین اور اسٹاف کو میرا پیار بھرا ۔ میں آنچل کی خاموش قاری ہوں۔ اب آتے ہیں ف کی طرف تو جناب ہم پانچ بہنیں اور تین بھائی ہیں۔ سے بڑی بہن رخسانہ خالد جو کہ شادی شدہ ہیں۔ اور ماشاءاللہ دو کیوٹ سی بیٹوں کی اماں جانی ہیں۔ اس کے بعد غزالہ رشید، مسرت فاطمہ رشید، سعدیہ رشید اور شمائلہ ہے۔ بھائیوں میں سب سے بڑے کاشف ہیں۔ جو کے میریڈ ہیں۔ ہماری بھابی کا نام پروین کاشف ہے۔ اس کے بعد آصف اور راشد ہیں۔ اب آتے ہیں فرینڈز کی طرف تو میری فرینڈز میں شمائلہ رشید، انعم شریف، سحر، ارم اور اقراء، سائرہ طارق شامل ہیں۔ اللہ ان تمام کو خوش وخرم رکھے آمین۔

اب آتے ہیں خوبیوں اور خامیوں کی طرف تو خوبی یہ ہے دوستی نبھاتی ہوں چاہے جو ہو جائے دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑتی ہوں۔ خامی یہ ہے دوسروں پر جلد اعتبار کرلیتی ہوں۔ جس کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اب میری پسند اور ناپسند کے بارے میں بھی آپ کو پتہ ہونا چاہیے تو جی بسم اللہ کریں۔ کڑھائی میں بھی ہیرو اور سلائی میں بھی ہیرو (آہم) جناب یہ میں نہیں سب کہتے ہیں۔ کھانے میں بریانی، کڑاہی گوشت، کریلے گوشت اور میٹھے میں آئس کریم، کسٹرڈ اور کھیر بہت پسند ہیں۔ پہناوے میں سادہ ٹراؤزر قمیص اور دوپٹہ پسند ہے۔ اس کے علاوہ فراک اور چوڑی دار پاجامہ بھی شوق سے پہنتی ہوں۔ رائٹرز میں نازیہ کنول نازی، سمیرا شریف طور، ام مریم، راحت وفا اور حمیرا اعلیٰ فیورٹ ہیں۔ مجھے ماہا ملک کا ناول "جو چلے تو جان سے گزر گئے" بہت پسند ہے۔ اس کے علاوہ پیر کامل اور نازیہ کنول نازی کا "یہ جو رنگ دشت فراق ہے" پسند ہے۔ "ٹوٹا ہوا تارا" کی تو کیا ہی بات ہے۔ سپر ہٹ ناول ہے اس کی جتنی تعریف کریں کم ہیں۔ اب اجازت چاہتی ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے اتنی دیر برداشت کیا۔ خدا سب کی دلی خواہشات پوری فرمائیں۔ (آمین)

digestlibrary.com

سے ڈونگے نکالنے لگی۔ وہاج نے دیکھا اس نے کچن کتنا صاف ستھرا اور قرینے سے رکھا ہوا تھا ورنہ تو پہلے کچن کی حالت ہی اتنی خراب تھی کوئی چیز جگہ پر نہیں ملتی تھی۔

''کل عید کے پہلے دن میرے دوست گھر آئیں گے۔'' وہ بتانے لگا۔

''میں سارا کچھ تیار کرکے ٹیبل پر لگادوں گی مجھے امی کی طرف جانا ہوگا۔ کیونکہ عید کے دوسرے دن سے سارا مایوں بیٹھے گی۔'' اس نے ساتھ ہی اپنے جانے کا شیڈول بھی بتادیا۔

''کیوں تم مہمانوں کو ریسیو نہیں کروگی۔''

''آپ کو بتایا تو ہے مجھے کل جانا ہے۔'' اس نے ڈونگے دھوکے سنک پر ہی الٹ کے رکھ دیئے اور پھر باقی بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنے لگی۔ وہاج نے حسرت بھری نگاہ ڈالی وہ اس سے بالکل ہی لاتعلقی برتتی جارہی تھی۔

''ٹھیک ہے میں اپنے دوستوں کو منع کردیتا ہوں جب تم یہاں ہوگی ہی نہیں تو فائدہ۔'' وہ تیز لہجے میں گویا ہوا۔ خفگی اس کے انداز میں نمایاں تھی۔ طائشہ کو اس کی یہ حرکت چونکا گئی وہ اسے اتنی اہمیت کچھ دنوں سے دینے لگا تھا۔

''آپ کی مرضی ہے۔'' وہ کچن سے نکل گئی۔

''بھابی آپ نے بلایا تھا۔'' روحہ دونوں ہاتھوں پر مہندی لگائے چلی آئی۔

''ارے تم مہندی لگوا بھی آئیں۔'' طائشہ نے اس کے ہاتھوں پر مہندی کے سجے ڈیزائن دیکھے۔

''بابا کو زبردستی اٹھا کے لے گئی تھی سامنے جو پارلر ہے وہاں مہندی لگانے کا بھی انتظام ہے آپ بھی جاکے لگوا آیئے۔''

''نہیں گڑیا ابھی مجھے ڈھیروں کام ہیں اور پھر اس کی خاص ضرورت بھی نہیں۔ سارہ کی شادی تو آ ہی رہی ہے جب لگوالوں گی۔'' اس نے مسکرا کے منع کیا۔

وہاج کو ایسا لگ رہا تھا وہ اسے جتارہی ہو وہ اسے ہر طرح سے ہی منانے کی کوشش کررہا تھا مگر طائشہ اس سے فاصلوں پر رہ کے بات کرنے لگی تھی۔

''تمہاری یہ پہلی عید ہے تمہاری امی کیا کہیں گی تم نے مہندی بھی نہیں لگائی۔'' وہ روم میں آ کے بولا۔

''ایسا کچھ وہ نہیں بولیں گی آپ پریشان نہیں ہوں جو چیزیں آپ کو پسند نہیں میں کرنا بھی نہیں چاہتی۔'' وہ لے زچ کیے جارہی تھی اس نے روم کو بھی پہلے ہی صاف ستھرا کرلیا تھا وہاج کے کپڑے بھی پریس کرکے ہینگر کردیئے تھے۔

''یہ تم سے کس نے کہا۔'' وہ اس کے سامنے آ گیا اور راستہ روک کے کھڑا ہوگیا۔ طائشہ نے دیکھا وہ بہت ہراساں اور پریشان لگ رہا تھا جیسے وہ اکتا گیا ہو نگاہ چرا کے جانے لگی۔

''میری بات کا جواب دیئے بغیر نہیں جاسکتی۔'' اس نے طائشہ کا بازو پکڑ کے خود سے قریب کیا وہ گھبرا گئی سانسوں کا ردھم تیز ہوگیا' ہاتھوں میں پسینہ آ گیا' وہاج کا انداز ہی اتنا جارحانہ تھا۔

''راستہ تو چھوڑیں دیکھ بھی رہے ہیں گیارہ بج رہے ہیں اتنے کام پڑے ہیں اور صبح جلدی بھی اٹھنا ہے۔'' وہ کھسیا گئی۔

''میں جو راستے میں کھڑا ہوں تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔'' معنی خیزی سے کہتا وہ اس کے مزید قریب آیا۔ طائشہ کے وجود میں ہلچل مچ گئی یعنی جس گھڑی کا اسے انتظار تھا وہ گھڑی آ گئی تھی وہاج کو اس کی طلب ہونے لگی تھی وہ اس کی اہمیت کو جان گیا تھا۔

''سب دکھائی دے رہا ہے ہٹیے۔'' وہ اسے ہاتھ سے پیچھے کرکے واش روم میں گھس گئی۔

''میں بھی دیکھتا ہوں کب تک تم میرے جذبات اور احساسات کو نہیں سمجھتیں۔'' وہاج میں اتنی ہمت جانے کیوں نہیں ہورہی تھی کہ وہ اپنی غلطیوں کو مان کے اس سے اعتراف محبت کرلے یا پھر وہ ابھی بھی انا کو لیے بیٹھا تھا ان چار مہینوں میں طائشہ نے خود کو منوالیا تھا وہ اس کی صلاحیتوں کا بھی قائل ہوگیا تھا اپنے' بابا اور فراز کے کپڑے دیکھ کے تو وہ حیران ہی رہ گیا تھا اس نے خود سے پہلے سے ہی خرید کے ٹیلر سے سلوا بھی لیے تھے وہ تو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتی آرہی تھی اور وہ اس کی نیت پر پھر بھی شک کرتا رہا تھا۔ احساس تو اسے اس وقت ہوا جو وہ روٹھ کے میکے چلی گئی تھی۔ وہ بوکھلایا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کوئی چیز کھوگئی ہو اس کے کہنے سے تو نہیں بابا کے کہنے پر آ گئی تھی وہ بڑوں کی عزت اور اہمیت سمجھتی تھی اور وہ اپنے بڑوں کو ناراض کرتا تھا۔

وہ واش روم سے چینج کرکے نکلی تو وہاج کی سوچوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ آج چاند رات تھی اور کل عید۔ سب کچھ ہی الگ اور اچھا لگ رہا تھا کتنے سالوں بعد اس گھر میں عید عید کی طرح آرہی تھی اور وہ اپنی اس عید کو بالکل بھی خراب نہیں کرے گا اسے طائشہ کو یقین دلانا تھا اگر وہ چاہتی ہے کہ وہ زبان سے اقرار

کر لے تو وہ اس کے لیے یہ بھی کرنے کو تیار تھا۔ لائٹ آف کر کے وہ لیٹ گئی۔ وہاج بھی آ کر لیٹ گیا۔

”عجیب انسان ہے اگر زبان سے دو پیار بھرے الفاظ ہی بول دے تو کیا ہو جائے گا۔ چاہتے ہیں میں ان سے صلح کر لوں مگر پہل نہیں کریں گے۔“ وہ کروٹ لیے وہاج کی ضدی طبیعت پر افسوس کر رہی تھی۔

”ٹھیک ہے محترمہ میں تمہیں تمہاری سوچ کے مطابق ہی عید مبارک کہوں گا میں روکھا اور ان رومینٹک ہوں دیکھنا تمہیں حیران نہ کر دیا تو کہنا ایسا تو تم نے کسی کہانی میں بھی نہیں پڑھا ہوگا۔“ وہاج نے اپنے اندر کے انا کے بت کو توڑ کے لمحوں میں فیصلہ کر لیا تھا اگر بیوی کو منانے کے لیے انا کو مارنا پڑے تو کوئی دکھ نہیں وہاج کے لب مطمئن ہو کے مسکرانے لگے تھے۔ اس کی سوچوں سے ناواقف طائشہ شاید سو گئی تھی۔

digestlibrary.com

صبح وہ فجر کی اذانوں کے ساتھ ہی اٹھ گئی تھی۔ نماز پڑھ کے جلدی جلدی ساری تیاری کی ناشتہ بھی تیار کیا۔ بابا بھی اٹھ گئے تھے۔ بیڈروم میں آئی تو وہاج بھی اس کا ہی لایا ہوا قمیص شلوار نہا کے پہن کے نکلا تھا۔ طائشہ کو خوشی بھی ہوئی۔

”شکریہ ان کپڑوں کو عزت دینے کا۔“

”میں نماز پڑھ کے آؤں تو تم بھی میرے لائے ہوئے کپڑوں کو پہن کے عزت دیتی ہوئی نظر آؤ۔“ تھوڑا رعب اور دھونس سے کہا وہ چونک ہی گئی مگر انداز میں اپنائیت تھی۔

نماز کے لیے بابا اور فراز اسے بلانے لگے تو وہ جلدی جلدی کر کے نکل گیا۔ طائشہ کے لب مسکرا دیے تھے اسے آج بہت اچھا لگا تھا وہاج نے اسے خود سے تیار ہونے کے لیے کہا تھا وہ بھی اپنے لیے۔

ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔ جلدی جلدی اس نے بھی تیاری کی گرین سوٹ اس پر بہت اچھا لگ رہا تھا۔ ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں اور جیولری میک اپ اسے بہت حسین بنا رہا تھا۔ کتنا اچھا لگا تھا اس طرح دل سے تیار ہونا وہ بھی اپنے پیا کے لیے یہی تو وہ چاہتی تھی وہاج اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کا اظہار کرتا رہے۔

”بھابی آ جائیے سب نماز پڑھ کے آ گئے ہیں۔“ روحہ بھی تیار ہوئی اسے بلانے آ گئی تھی۔

”بھابی ماشاء اللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہیں بس مہندی کی کمی رہ گئی۔“ روحہ نے اس کی تعریف کی وہ جھینپ کے مسکرا دی۔ دونوں ہی باہر آ گئی تھیں بابا کو سلام کیا بابا نے سب کو ہی عیدی دی وہاج کی نگاہ اس کے وجود میں الجھ گئی۔ طائشہ نے اس کی بات مان کے صلح کا جھنڈا لہرا دیا تھا۔ یہ عید تو اس کی اور ہی خوب صورت اور انوکھی ہو گئی تھی۔ وہاج بہت خوش تھا وہ سب ناشتہ کر رہے تھے فراز کے دوست آ گئے تو وہ ان سے ملنے باہر چلا گیا۔ روحہ بھی اپنی فرینڈز سے کال پر بات کر رہی تھی۔

عید

عید، تہوار، خوشی کے موسم
آپ کے بن ادھورے ہیں بابا
چاند راتوں کا چاند اداس ہے
آپ سے ملنے کی نا آس ہے
چوڑی ہاتھوں میں اب کھنکتی نہیں
مہندی اب ہاتھوں میں رچتی نہیں
نہیں اب کوئی ماتھے پہ بوسہ دینے والا
مجھے دیکھ اب کسی کی عید نہیں ہوتی
نہیں اب عیدی کی وہ پہلی خوشی
آنکھ چھلکتی ہے، خالی مکان دیکھ کر
عید اب عید لگتی نہیں، آ جاؤ نا بابا
آ کر پھر سے گلے سے لگاؤ
کہ عید مجھ کو عید لگنے لگے

شاعرہ: سدرہ شیخ

”تم لوگ پہلے آمنہ کی طرف چلے جانا۔“ بابا چیئر گھسیٹ کے اٹھ گئے وہ بھی فجر کے اٹھے ہوئے تھے انہیں نیند آنے لگی تھی۔

”بابا آرام سے شام میں جائیں گے۔“ وہاج نے چائے کے سپ لیے۔ طائشہ نے اسے گھورا ابھی تک اس نے تعریف میں کچھ نہیں کہا تھا وہ اسی طرح نارمل ہی تھا۔

”نہیں بیٹے پہلے چلے جانا طائشہ کی پہلی عید ہے میکے والے انتظار کرتے ہیں۔“ بابا ان تقاضوں کو بھی سمجھتے تھے اسے سمجھانے لگے تھے وہاج نے پھر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ طائشہ ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی۔

”چھوڑو یہ سب یہ تو تم روز کرتی ہو اندر آؤ۔“ وہاج نے اس کا بازو پکڑا بابا کے جاتے ہی اس کی ٹیون ہی بدل گئی تھی۔ طائشہ

پر تو شادی مرگ طاری ہوگیا تھا۔
"ارے یہ کیا کررہے ہیں کوئی مہمان آجائے گا ایسے ہی پھیلا رہے گا کیا۔" وہ تو گرتے گرتے بچی۔ وہاج نے اس کی ایک نہیں سنی تھی جیسے ہی وہ بیڈ روم میں آئی وہاں کا منظر دیکھ کر تو اس کی بصارت یقین ہی نہیں کررہی تھی۔ اسے سکتہ ہوگیا پورے بیڈ روم میں اور بیڈ پر پھول ہی پھول تھے۔ یہ کب اور کیسے کیے۔ سوالیہ نشان اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔
"تم کچن میں تھیں ناشتہ لگا رہی تھیں میں نے جلدی جلدی یہ سب کیا پھول میں کل رات کو ہی لے آیا تھا۔" وہاج اتنا رومینٹک ہوگا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔
"میں نے تو ایسا صرف......؟" بولتے بولتے وہ رک گئی۔
"رسالوں میں پڑھا تھا فلموں میں دیکھا تھا نا...... یہی کہنے والی تھی نا۔" وہ ہنسا تھا طائشہ کا ایسا دلکش روپ دیکھ کر تو وہ بہکنے جارہا تھا۔
"مجھے آج یہ کہنے میں عار نہیں جس دن سے تم نے میری زندگی میں قدم رکھا ہے تم نے اپنی خوبیوں سے میرا دل جیت لیا ہے میں دل سے تمہیں چاہنے لگا ہوں۔" اس نے مسکرا کے اعتراف محبت کیا۔
طائشہ نے مجوب ہوکے پلکوں کی جھالر گرالی۔ شرم وحیا کی لالی اس کے رخسار کو قندھاری انار کی طرح سرخ کررہی تھی۔
"ارے تم تو ایسی شخصیت ہو جس نے وہاج احمد جیسے روکھے پھیکے انسان کو بدل دیا۔" اس نے طائشہ کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ بڑے پیار سے رکھے تھے۔ "اور بولو کیا چاہتی ہو تمہاری کزن سارہ کے منگیتر کی طرح پیار بھری رومینس کی باتیں کروں بولو کیا کروں۔" اب وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔ طائشہ جھینپ گئی۔ یعنی اس نے سارہ کی اور اس کی ساری باتیں سنی تھیں۔ "میں اس دن تمہارے گھر آیا تھا سب سن لیا تھا تم کیا کیا کہہ رہی تھیں میرے متعلق۔" وہ ہنسا۔
"وہ میں آپ کی سوبر شخصیت سے ڈر رہی تھی پھر آپ ہر وقت رسالوں کا طعنہ دیتے تھے جبکہ میں وہ سب چھوڑ کے آئی تھی۔"
"یار کیوں چھوڑ کے آئی ہو اپنے شوق جاری رکھو مگر مجھے یاد ضرور رکھنا۔" وہ طائشہ کو ہر طرح سے خوش رکھنا چاہتا تھا جب وہ اس کے مزاج میں ڈھل گئی تھی تھوڑا اس کا بھی فرض تھا اس کے شوق کا خیال رکھے۔
"نہیں اب دل نہیں کرتا۔" اس نے بیڈ پر گلاب اور موتیے اور دیگر پھول دیکھے پورا کمرہ مہک رہا تھا اس کی عید تو پھولوں سے بھر گئی تھی۔
"تمہیں ضرورت بھی نہیں روز تمہیں میری پیار بھری باتیں سننے کو ملیں گی ویسے یار ایک بات کا دکھ ہے میں نے اتنی لیٹ تم سے شادی کیوں کی پہلے ہی کرلیتا کم ازکم ہمارے دو چار بچے ہوتے تو مجھے بابا کی شادی کے بارے میں نہیں سوچنا پڑتا بابا کی تنہائی تو ہمارے بچے دور کردیتے۔" وہ بہت شوخ اور ترنگ میں تھا طائشہ کی مارے حیا سے نگاہ نہیں اٹھ رہی تھی وہاج اتنی بے باک گفتگو جو کررہا تھا۔
"آج تم بہت خوب صورت لگ رہی ہو۔" اس نے پھر طائشہ کے کان میں کہا۔ اس نے مسکرا کے رخ پھیر لیا۔
"سنو جلدی سے مجھے عید مبارک کہو۔"
"عید مبارک نہیں بلکہ آپ کو خوب صورت زندگی مبارک کہوں گی۔" وہ خوش دلی سے مسکرا کے گویا ہوئی۔
"ہوں تم نے مجھے اتنی خوب صورت زندگی بھی تو دی ہے یہ عید میری امی کے بعد اتنی اچھی لگی ہے امی دیکھیں آپ کی بہو بھی آپ ہی کی طرح ہم سب کا خیال رکھتی ہے۔" وہ غائبانہ امی سے مخاطب تھا۔
"اور اب ان شاء اللہ میں ساری زندگی آپ سب کا اسی طرح خیال رکھوں گی اور ہماری عید اسی طرح پھولوں سے بھری ہوگی۔"
"آمین۔" وہاج نے اس کی بات پر دل کی گہرائیوں سے کہا۔
"آپ کے ہاں عید ملنے کا رواج نہیں ہے۔"
"اور آپ کے ہاں عیدی دینے کا رواج نہیں ہے جلدی نکالیے پروموشن بھی ہوئی ہے میری عیدی نکالیں۔" طائشہ نے جھٹ تن کے آنکھیں نکال کے اس کے آگے اپنا نازک ہاتھ پھیلایا۔
"یہ پورا کا پورا بندہ تمہیں عیدی میں مل تو رہا ہے۔" اس نے طائشہ کو بڑے پیار سے اپنی بانہوں میں سمولیا اور وہ کتنی خوش اور مطمئن ہوگئی تھی اس نے وہاج کا دل جیت لیا تھا۔ پیار اور محبت سمیت اس کی عید پھولوں سے بھری ہوئی ہوگئی تھی۔